247

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(5)/2002/797. Dated 9th March 2006. Pursuant to the provisions of clause (3) of Article 53 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, shall act as Speaker Provincial Assembly of the Punjab, with Immediate Effect during the absence abroad of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab.

SAEED AHMAD
Secretary

249

ڈپٹی سپیکر کا بطور قائم مقام سپیکر اعلامیہ کی منسوخی

No.PAP/Legis-1(5)/2002/799. Dated 22nd March 2006. On return of Ch Muhammad Afzal Sahi, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, from abroad, Sardar Shaukat Hussain Mazari, Deputy Speaker, Provincial Assembly of the Punjab ceased to act as Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, with effect from 22nd March 2006 (F.N.)

SAEED AHMAD
Secretary

251

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9-مارچ2006

تلاوت قرآن پاک وترجمہ

سوالات

(محکمہ جات خوراک وبیت المال)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

ہنگامی قانون(ترمیم)مقامی حکومت پنجاب، مجریہ2006

253

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چوبیسواں اجلاس

جمعرات،9-مارچ2006

(یوم الخمیس،8-صفر المظفر1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر52منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

يَقُولُ يَـٰلَيۡتَنِى قَدَّمۡتُ لِحَيَاتِىo فَيَوۡمَئِذٍ لَّا يُعَذِّبُ عَذَابَهُۥٓ أَحَدٌo وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُۥٓ أَحَدٌo يَـٰٓأَيَّتُهَا ٱلنَّفۡسُ ٱلۡمُطۡمَئِنَّةُo ٱرۡجِعِىٓ إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةًo فَٱدۡخُلِى فِى عِبَـٰدِىo وَٱدۡخُلِى جَنَّتِىo

سُوۡرَةُ الفَجر آیات 24تا30

کہے گا کاش میں نے اپنی زندگی (جاودانی کے لئے) کچھ آگے بھیجا ہوتاo تو اس دن نہ کوئی خدا کے عذاب کی طرح کا (کسی کو) عذاب دے گاo اور نہ کوئی ویسا جکڑنا جکڑے گاo اے اطمینان پانے والی روح!o اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل۔ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضیo تو میرے (ممتاز) بندوں میں شامل ہو جاo اور میری بہشت میں داخل ہو جاo

وماعلینا الالبلاغ o

سوالات

(محکمہ جات خوراک وبیت المال)

نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ جات خوراک وبیت المال سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اوران کے جوابات دیئے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: I will just come back to you پہلے سوالات شروع کرنے دیں۔پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! پہلے راناصاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ابھی ان کو موقع دیتا ہوں۔پہلے وقفہ سوالات شروع کرلیں۔اس کے بعد ٹائم دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جب Chair یہ فرمادے تو اس وقت سے time calculate ہونا شروع ہوجاتا ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اگر کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہو اور Chair اس کی اجازت دے تو پھر وہ وقفہ سوالات شروع ہونے سے پہلے ہوجانا چاہئے تاکہ وقفہ سوالات کا قیمتی وقت اس کی نذر نہ ہوا کرے۔اب آپ نے فرمادیا ہے تو ٹھیک ہے اب یہ شروع ہوگیا ہے لیکن اگر آپ in future اس بارے میں مناسب خیال کریں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے یہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز! آپ تشریف رکھیں۔پہلے سوال کا نمبر پکار لینے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1738، جناب والا! میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گنے کے کاشتکاروں کے مسائل

*1738: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سندھ میں گنے کی قیمت -/43 روپے فی چالیس کلو گرام اور پنجاب میں -/40 روپے فی -/40 کلو گرام رکھی گئی ہے؟ کیا یہ بھی درست ہے کہ سرکاری اعداد و شمار کے 7 مطابق گنے کے رس سے چینی کی پیداوار کی شرح صوبہ سندھ میں 8.7 فیصد ہے جبکہ پنجاب میں معمولی فرق کے لحاظ سے یہ شرح 8.5 فیصد ہے اور اس کے مطابق گنے کی قیمت ایک کا فرق صرف ایک روپے فی چالیس کلو گرام بنتا ہے۔ جبکہ پنجاب میں گنے کی قیمت -/3 روپے فی چالیس کلو گرام سندھ سے کم رکھی گئی ہے شوگر ملز مالکان سے اس ملی بھگت کی کیا وجہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسانوں کی تنظیموں سے شوگر ملوں کے کنڈے چیک کرنے کے اختیارات واپس لے کر صرف ناظمین کے حوالہ کر دیئے گئے ہیں؟

(ج) کیا حکومت موجودہ کین ایکٹ میں کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ سندھ میں گنے سے چینی کی برآمدگی کی شرح 8.7 فیصد ہے۔ موجودہ سال کے اعداد و شمار کے مطابق یہ شرح 9.28 فیصد ہے جبکہ 02-2001 میں یہ شرح 9.26 فیصد ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب میں یہ شرح 8.52 فیصد ہے۔ اس طرح اگر پنجاب میں گنا کا ریٹ -/40 روپے فی چالیس کلو گرام ہو تو سندھ میں 43.56 روپے ہونا چاہئے۔ لہذا سندھ کے ریٹ -/43 روپے کے مقابلہ میں پنجاب کا ریٹ درست طور پر -/40 روپے مقرر کیا گیا ہے۔

(ب) یہ غلط ہے۔ شوگر فیکٹریز کنٹرول ایکٹ 1950 کے تحت ناظموں کو کنڈا چیکنگ کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ بلکہ پہلی بار کسانوں کی تنظیموں کو مل سپروائزری کمیٹی میں نمائندگی دی گئی ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین کا ایک مسودہ محکمہ قانون میں زیر غور ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اسی کے متعلق ہے اس لئے میں چاہتا تھا کہ مجھے آپ پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں ان کے بعد آپ کو اجازت دیتا ہوں۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال مارچ 2003 میں دیا گیا۔ میں نے سوال کے انداز میں جس خطرے کی نشاندہی کی تھی آج پوری قوم اس مصیبت کو بھگت رہی ہے اور لوگ ایک ایک کلو چینی لینے کے لئے چھ چھ گھنٹے قطاروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک میں چینی کا ایک بد ترین بحران آیا ہوا ہے۔ ہمارے ملک میں 27 لاکھ ایکڑ پر گنا کاشت ہوتا تھا جو کم ہو کر اس سال 24 لاکھ ایکڑ رہ گیا ہے۔ ساری دنیا کے اندر گنے سے چینی کی برآمدی کی ratio 10 فیصد سے لے کر 14 فیصد کے درمیان ہے جبکہ پاکستان کے اندر 8.5 سے لے کر 9.5 کے درمیان رہتی ہے۔ پہلے 51 شوگر ملیں تھیں اور اب دس سال کے اندر یہ 71 ہو گئی ہیں۔ شوگر ملز کا منافع کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ میں نے سوال کے ذریعے بھی یہ توجہ دلانے کی کوشش کی تھی کہ کسانوں کو بری طرح لوٹا جا رہا ہے۔ ان کے ساتھ وزن میں ہیر پھیر ہوتا ہے۔ شوگر ملز والوں نے ان کے اندر مڈل مین گھسیڑے ہوئے ہیں۔ ناجائز کنڈے لگے ہوئے ہیں جہاں پر تول میں ہیر پھیر ہوتا ہے۔ screws کے نام پر ناجائز کٹوتیاں کی جاتی ہیں پھر انھیں ایک ایک سال تک ادائیگیاں نہیں کرتے اس کے نتیجے میں گنے کی کاشت کا رقبہ 27 لاکھ ایکڑ سے کم ہو کر 24 لاکھ ایکڑ رہ گیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم ملک میں چینی کا بد ترین بحران دیکھ رہے ہیں۔ اس وقت جو حالت ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ شوگر ملوں والے جو ہیں انہوں نے کروڑوں اربوں روپے کمائے ہیں۔ اس سال جو قیمت بڑھی ہے وہ شوگر مل مالکان کی جیبوں سے 60۔ ارب روپے کی رقم جائے گی۔ سارے کا سارا منافع شوگر مل مالکان کو مل رہا ہے۔ 18 لاکھ ٹن چینی اس

عرصے کے دوران انہوں نے پیدا کی ہے اور تین لاکھ ٹن ہمارا ماہانہ خرچہ ہے باقی پندرہ لاکھ ٹن چینی ہمارے شوگر مل مالکان کے سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے۔اس کو حکومت نکلوانے میں کامیاب نہیں ہو رہی۔ عوام کو لائنوں میں کھڑا کر دیا ہے کہ آپ چھ چھ گھنٹے لائنوں میں کھڑے رہیں اور اس کے بعد آپ کو ایک کلو چینی ملے گی۔ یہ سارا بحران جو پیدا ہوا ہے اس کی صرف اور صرف وجہ یہ ہے جو میرے سوال میں بھی بیان کر دی گئی ہے کہ آپ پنجاب میں گناہ کاشت کرنے والے کو اس کا جائز منافع دیتے ہیں اور نہ ہی اس کی جائز قیمت دیتے ہیں۔ حالانکہ ساری دنیا کے اندر یہ شوگر ملیں ریسرچ کا کام کرتی ہیں، بیج بھی مہیا کرتی ہیں اور ریسرچ کر کے کسانوں کو بھی بتاتی ہیں کہ اس طرح کا گنا آپ نے کاشت کرنا ہے۔اس کے نتیجے میں گنے کی کوالٹی بہتر ہوتی چلی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں اس کے برعکس ہے سوائے اس کے کہ یہ شوگر مل مالکان کسانوں کو لوٹنے اور ان کے ساتھ ہیرا پھیریاں کرنے ،ان کے گنے کو کم تولنے ،ان کے درمیان مڈل مین کو ڈال کے اور ان کو کم قیمت دینے کے علاوہ کوئی کام نہیں کرتیں۔ان کو تو پہلے ہی کم قیمت مل رہی ہے اوپر سے مڈل مین ڈال کر ان کو مزید نقصان پہنچایا جا رہا ہے۔اس کے علاوہ شوگر مل مالکان کا اور کوئی کردار نہیں ہے۔ وہ صرف اور صرف اپنا منافع کما رہے ہیں اور عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں۔اس وقت 15 لاکھ ٹن چینی شوگر مل مالکان کے سٹوروں میں پڑی ہوئی ہے اور عوام سات سات گھنٹے لائنوں میں کھڑے ہوئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ گنے کی قیمت حکومت نے -/40 روپے فی من مقرر کی تھی اس وقت گنا مارکیٹ میں دستیاب ہی نہیں ہے اس وقت گنے کی قیمت کو مستحکم کرنے کے لئے حکومت نے آئندہ کے لئے کیا planning کی ہے،اس کے لئے کیا منصوبہ بندی کی ہے کہ لوگوں کو چینی مناسب ریٹ پر مل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں سید احسان اللہ وقاص کا بہت مشکور ہوں کہ یہ بڑے اہم نکات اسمبلی کے اندر اٹھاتے ہیں۔ شوگر کا بحران ضرور ہے لیکن ساری دنیا میں demand and supply اور قیمتوں کو مارکیٹ طے کرتی ہے۔ اگر demand زیادہ ہو گی اور supply کم ہو گی تو اس میں problems آئیں گے اور crisis پیدا ہو گا۔ یہ مارکیٹ کا اصول ہے۔ جہاں تک انہوں نے یہ کہا ہے کہ حکومت اس میں کیا کاوشیں کر رہی ہے۔ اگلے دنوں وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پر ایک سہ فریقی کمیشن بھی مقرر کیا ہے جس کو میں head کر رہا ہوں۔ اس میں چیئر مین پی اینڈ

ڈی ہیں، سیکرٹری زراعت ہیں اس میں وزیر مارکیٹنگ بھی شامل ہیں۔ ہم سب مل کر ایک long term policy بھی بنا رہے ہیں اور short term policy ہم نے بنالی ہے۔ long term policy ہم یہ بنا رہے ہیں کہ گنے کی production کس طرح سے بڑھائی جائے۔ جب گنے کی قیمت مناسب ہو گی اور گنے کی پیداوار بڑھے گی تو اس طرح سے قیمتوں کو کم کیا جا سکے گا۔ اس کے لئے بھی ہم منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عوام کی سہولت کے لئے بھی انہوں نے ایک سوال کیا ہے کہ حکومت اس پر کیا سوچ رہی ہے؟ اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑی فراخدلی کے ساتھ subsidy دینے کا پروگرام بنایا ہے اور وہ لوگ جو کم آمدنی والے غریب لوگ ہیں ان کو 20 روپے کلو کے حساب سے چینی دی جائے گی۔ اس پر بھی فوری طور پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے۔ اس سے حکومت پنجاب پانچ روپے subsidy دے گی اور مل والوں سے بات کر کے -/25 روپے ریٹ طے کر کے یعنی -/25 روپے ان سے لیں گے اور -/20 روپے میں عوام کو دیں گے۔ پانچ روپے کی subsidy پنجاب گورنمنٹ کا exchequer برداشت کرے گا۔ اس طرح کی سکیم بنا کر وہ عوام جن کو واقعی چینی کی ضرورت ہے اور جن کی معیشت کے اوپر چینی کا بوجھ ہے ان کا تو ہم اس طرح سے حل کر رہے ہیں۔ باقی رہا امراء کا مسئلہ، امیر آدمی اول تو چینی کھاتا ہی کم ہے اگر وہ چینی کھائے تو اس کو شوگر ہو جاتی ہے اس کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے مسئلہ غریب آدمی کا ہے اس کو ہم بڑی تندہی سے حل کر رہے ہیں۔ میرے فاضل دوست نے جو باتیں کی ہیں وہ بڑی مناسب ہیں کہ ہمیں production بڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیے۔ اس میں وزیر زراعت بھی بڑی تندہی سے کام کر رہے ہیں ان کی پوری ٹیم اس مسئلے پر کام کر رہی ہے۔ ریسرچ کو بھی فعال کیا جا رہا ہے نئی نئی اقسام introduce کروائی جا رہی ہیں تاکہ گنا زیادہ پیدا ہو اور یہ مسئلہ اچھے طریقے سے حل ہو جائے۔ وقاص صاحب کی تجاویز بہت اچھی تھیں لیکن ان کا ضمنی سوال میری سمجھ میں نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! جز (الف) میں لکھا ہوا ہے کہ پنجاب میں گنے کا ریٹ -/40 روپے مقرر کیا گیا ہے جبکہ جناب یہاں پر تمام زمیندار بیٹھے ہیں اور انہیں پتا ہے کہ اس وقت گنا نوے سے سو روپے تک مل والے خرید کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو کاشتکار کے لئے اچھا ہوا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے فاضل بھائی well-informed نہیں ہیں جس وقت یہ سوال کیا گیا تھا اس وقت گنے کا ریٹ چالیس روپے تھا اس کے بعد اس کو -/45 روپے کر دیا گیا ہے اور واقعی میں اپنے فاضل بھائی سے اتفاق کرتا ہوں کہ۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! میں well-informed ہوں۔ میری تنخواہ اتنی نہیں ہے کہ میں اس پر گزارہ کر لوں۔ میرا گنے کا پیسا آتا ہے تو میں گزارہ کرتا ہوں۔ اگر یہ سوال آج take up ہوا ہے تو میں نے تو اسے آج ہی تصور کرنا ہے کہ آج ہی پیش ہوا ہے۔ یہ میری ذمہ داری تو نہیں ہے کہ دو سال تک میں جواب کا انتظار کرتا رہوں یا تو یہ اس سوال کو update کر کے پیش کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ گنے کی actual procurement price ہے۔ اس سے اوپر جتنی کاشتکار کو قیمت ملے تو وہ اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میری پوری بات تو سن لیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اگر انہیں سو روپے میں وارا کھاتا ہے تو اس کا ریٹ سو روپے آپ خود کیوں نہیں کر دیتے؟ دوسرا ہر پندرہ دن کے بعد rates revise ہو جاتا ہے۔ ہمارے گنے کے ریٹ دو دو، تین تین سال revise نہیں ہوتے اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

وزیر خوراک: جناب والا! معزز رکن اگر میری پوری بات سنتے تو یہ مطمئن ہو جاتے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ واقعی اس سال کاشتکار کو -/80 سے -/100 روپے تک ریٹ ملے ہیں۔ انہوں نے بڑا اچھا کیا ہے ان کو بھی موقع ملنا چاہئے کہ اس طرح کا فائدہ اٹھا سکیں۔ باقی طبقوں کے لئے ہی سارے فائدے نہیں ہیں اس کو بھی اس کا فائدہ ملنا چاہئے۔ اگر اس نے فائدہ اٹھایا ہے تو اس نے عقل مندی سے کام لیا ہے۔ اس نے گڑ بنایا ہے اور گڑ بنا کر مہنگا بیچا ہے کیونکہ گڑ اس وقت مارکیٹ میں چینی سے بھی مہنگا بک رہا ہے۔ اس نے اس دفعہ ٹھیک پیسے کمائے ہیں اور کمانے بھی چاہیں لیکن support price آپ بھی سمجھتے ہیں شاید میرے بھائی بھی سمجھ جائیں گے یہ کم از کم قیمت ہوتی ہے۔ اس سے کم اگر اس کو قیمت ملے تو اس کے لئے گورنمنٹ اس کا تحفظ کرتی ہے۔ گندم کی جیسے تین سو یا چار سو support price ہوتی ہے اگر مارکیٹ اس سے نیچے جاتی ہے تو گورنمنٹ وہ ساری

کی ساری گندم اٹھاتی ہے اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ suuport price تو کم از کم ہوتی ہے اس سے اوپر جتنا زمیندار کو ملتا ہے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔ وقاص صاحب کی باتیں بڑی صحیح ہیں کہ اس میں شوگر مل والوں کا behaviour بھی ہو گا جس کی وجہ سے کاشتکار نے دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔ وہ گڑ بناتا ہے اور گڑ بنا کر اس نے -/100 روپے سے بھی زیادہ پیسا کمایا ہے۔ اس وجہ سے -/100 روپے تک تو گنے کا ریٹ گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ مل والوں کے پاس نہیں گیا۔ مل والوں کو جب گنا کم ملا ہے تو اس لئے اس کی shortage واقع ہو گئی ہے اور ان کو اس وقت گنے کے زیادہ سے زیادہ پیسے دینے پڑ رہے ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! گنے کی فصل کم ہوئی ہے، مل والوں کو گنے کی ضرورت ہے۔ پچھلے دس سال جب زمیندار crush ہوتا رہا ہے جب وہ آٹھ آٹھ، دس دس روپے کٹوتی کروا کر وہ پیسے وصول کرتا رہا ہے اس وقت ان کا کیا جواب تھا۔ اگر گورنمنٹ اس کی قیمت بڑھا کر -/100 روپے کر دے تو وہ اس سے کم تو نہیں خریدے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ہمارے وزراء صاحبان اپنی ہر بات کی تان وزیر اعلیٰ کی فراخدلی اور موجودہ حکومت کی ہوائی کارکردگی سے جوڑ لیتے ہیں۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ اس سوال جز(ج) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا حکومت موجودہ کین ایکٹ میں کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مزید قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ یہ سوال ہوا تھا 03-3-17 کو اور اب اس کا جو جواب موصول ہوا ہے وہ ہوا ہے 03-5-9 کو اور جز(ج) کا جواب یہ ہے کہ کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے قوانین کا ایک مسودہ محکمہ قانون میں زیر غور ہے۔ وزیر موصوف یہ فرمائیں کہ وہ مسودہ کہاں پر ہے اور اس پر دو سال سے کیا غور ہو رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس وقت بھی اس کی ترمیم کی میرے پاس کاپی بھی پڑی ہے اگر میرے فاضل دوست دیکھنا چاہیں تو دیکھ بھی سکتے ہیں۔ ہمارے محکمے نے اس سلسلے میں کاشتکار کے تحفظ کے لئے جو ترامیم کی تھیں ان کو محکمہ قانون نے vet کرنا تھا انہوں نے اس پر کوئی اعتراضات لگائے اور اسے واپس کیا۔ پھر ہم نے دوبارہ بنا کر اسے محکمہ قانون کے پاس بھیجا ہوا ہے

اس وقت بھی محکمہ قانون میںprocessہو رہا ہے۔ جو نہی اس کاprocessمکمل ہو گا ہم اس کو اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ اس میں تو ایسی قباحت والی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا سوال یہ نہیں تھا۔ میرا سوال یہ ہے کہ جو مسودہ کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے آج سے دو سال پہلے زیر غور تھا دو سال سے اس پر غور ہی ہو رہا ہے یہ ان کی کارکردگی ہے، یہ فراخدلی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں ترمیم ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! کون سی ترمیم ہوئی ہے؟ اسHouseمیں تو کوئی مسودہ نہیں آیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: مسودہ موجود ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: بات یہ ہے کہ 2003-5-9 کو انہوں نے یہ جواب اسمبلی سیکرٹریٹ کو بھیجا ہے کہ اس مسودے پر ہم غور کر رہے ہیں۔ اب تین سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور ابھی تک غور کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ تین سال سے ایک مسودہ، جسے انہوں نے آج سے تین سال پہلے یہ سمجھا کہ کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے یہ قانون سازی ہونی چاہئے۔ اب تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے اس پر یہ ابھی تک غور ہی فرما رہے ہیں تو پھر یہ اس بات کو تسلیم کریں کہ یہ اپنے مسائل کو حل کرتے ہیں، باقی سب پر غور کر رہے ہیں۔ کاشتکاروں کے مسائل حل کرنے پر بھی غور ہو رہا ہے، باقی طبقات کے مسائل حل کرنے پر بھی غور ہو رہا ہے، صرف وزراء اور حکومت میں شامل لوگوں کے مسائل حل کرنے کے لئے یہ فوری ایکشن کرتے ہیں باقی سب پر یہ غور کرتے ہیں۔ غور کرتے کرتے تین سال گزر گئے ہیں تو اور جو چھ مہینے یا سال ہے وہ بھی گزار دیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب نے کبھی گنا بویا ہوتا یا اس کی قیمت وصول کی ہوتی تو ان کو احساس ہوتا کہ زمیندار کا مسئلہ کیا ہے اور اس کے آج کل حالات کیا ہیں۔ آپ دیکھیں کہ اس کا اور تحفظ کیا کرنا ہے کہ وہ -/100 روپے من گنا تو بیچ رہا ہے اور اسے کیا چاہئے؟ زمیندار کا تو automatically تحفظ ہو رہا ہے۔ آپ یہ جو بات کر رہے ہیں کہ ابھی میرے فاضل دوست نے کہا کہ گنے کی support price گورنمنٹ کیوں نہیں مقرر کرتی؟ اگر گورنمنٹ -/100 روپے support price مقرر کر دے گی تو یہ گنا دو سے اوپر چلا جائے گا۔ اگر -/200 روپے گنا بکے تو

ٹھیک ہے، زمیندار تو بڑا خوش ہوگا۔ وہ Consumer جس کی لڑائی میرے دوست احسان اللہ وقاص صاحب اور میرے باقی فاضل دوست لڑنا چاہتے ہیں اس کا کیا حال ہوگا، اس کا کون ذمہ دار ہوگا؟ کیا حکومت کا یہ فرض نہیں ہے کہ Consumer کا بھی خیال کرے؟ میں تو گندم بیچتا ہوں، میرے پاس تو اپنی ہوتی ہے، جو لوگ شہر میں رہتے ہیں انہیں آٹا کس قیمت میں ملے گا؟ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو sugar کی cost of production نکال کر بتاؤں کہ کیا بن جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بتائیں، بتائیں۔ ضرور وضاحت کریں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر گنے کا ریٹ -/65 روپے ہو تو -/24 روپے اور اگر -/100 روپے ہو تو -/38 روپے sugar پر کاسٹ آتی ہے۔ اب جن لوگوں نے اربوں روپے کے یونٹ لگائے ہوئے ہیں انہوں نے نقصان اٹھانے کے لئے تو نہیں لگائے۔ جب انہیں گنا مہنگا ملے گا تو مارکیٹ automatically decide کرے گی کہ sugar کی کیا قیمت ہونی چاہئے اس لئے حکومت وقت کو کاشتکار اور consumer دونوں کے تحفظ کے لئے بین بین چلنا پڑتا ہے۔ اگر وہ یک طرفہ چل پڑیں تو پھر کام نہیں چلتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے ان سے صرف یہ پوچھنا ہے کہ پونے تین سال سے کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کے لئے مسودہ قانون زیر غور ہے۔ یہ کس اجلاس کے اندر یہاں پیش کیا جائے گا؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ brief میرے پاس موجود ہے۔ جونہی لاء ڈیپارٹمنٹ اسے vet کر دیتا ہے اس کو ہم اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ میں وزیر قانون سے بڑی مودبانہ درخواست کروں گا کہ اس کو جب بھی پاس کروا کر بھجواتے ہیں تو ان کے تحفظات clear ہو جاتے ہیں تو اس کو پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ کہتے ہیں کتنے عرصے میں پیش ہو جائے گا۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انشاء اللہ جلد پیش کر دیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بات غور کرنے والی ہے کہ جی، زیر غور ہے، پیش کر دیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ سارا معاملہ لاء ڈیپارٹمنٹ پر ڈال رہے ہیں جبکہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے متعلق تو آپ کو پتا ہے کہ آج سے تین ماہ پہلے وزیر قانون نے یہ پریس کانفرنس کی تھی کہ ہم نے ریکارڈ legislation کی ہے۔ وہ تو ایک طرف کہتے ہیں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ کی کارکردگی مثالی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ لاء ڈیپارٹمنٹ تین سال سے غور کر رہا ہے، نااہل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: Legislation تو بے شک ہوئی ہے، ایسی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر قانون سے اس بات کا جواب لیا جائے کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ تین سال سے کیا کر رہا ہے؟ وہ غور فرما رہا ہے اور کاشتکاروں کے حقوق کے تحفظ کو روکے بیٹھا ہے۔ چودھری صاحب کی اس بات کا جواب وزیر قانون دیں گے۔ وہ اس بات پر معذرت کریں کہ انہوں نے آج سے تین ماہ قبل جو پریس کانفرنس کی تھی وہ ان سے غلطی سے ہو گئی تھی۔ وزیر خوراک صاحب نے ابھی میرے پاس جو مسودہ بھیجا ہے وہ میں دیکھ لیتا ہوں لیکن لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھا جائے کہ ان کا ڈیپارٹمنٹ تین سال سے اس کے اوپر کیوں بیٹھا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب تو اس پر اس وقت فیصلہ کریں گے جب محکمہ خوراک مسودہ ان کے پاس بھیج دے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر خوراک بھی لاء منسٹر کو request کر رہا ہے، ہم بھی کر رہے ہیں اور وہ خاموش بیٹھے ہیں۔ انہیں اس ملک کے پسے ہوئے طبقات کے حقوق کا کوئی احساس ہی نہیں ہے۔ میں Chair کی طرف سے یہ چاہوں گا کہ محکمہ قانون کی اس ناقص کارکردگی پر کوئی ruling فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محکمہ قانون تو اس پر اس وقت عمل کرے گا جب محکمہ خوراک ان کے پاس بھیجے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے بھیجا ہوا ہے۔ آپ اس بارے میں کوئی direction فرمائیں کہ یہ مسودہ قانون لاء ڈیپارٹمنٹ تین سال سے اس کو لے کے بیٹھا ہے۔ جتنی جلدی ہو سکے بلکہ next session میں اس کو لایا جائے۔ آپ اس بارے میں ruling فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خوراک کی وضاحت کے بعد لاء منسٹر اس کو جلد ہیtake up کر لیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ نے جو direction دی ہے ہم دونوں مل کر اس پر پورا عمل کریں گے، انشاء اللہ۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھ لیں کہ انہوں نے یہ ساری discussion سنی ہے یا کہیں اور کھوئے ہوئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وہ سب کچھ سن رہے ہیں اور آپ کی بات سے وہ کافی محظوظ بھی ہو رہے ہیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بد قسمتی یہ ہے کہ جب کوئی issue ملک میں پیدا ہوتا ہے تو اس وقت حکومت اس کی تردید بھی شروع کر دیتی ہے اور اس پر منصوبہ بندی بھی شروع کر دیتی ہے۔ آج پورے ملک میں چینی کا جو بحران پیدا ہوا ہے آپ اس اجلاس کی پچھلی ساری proceedings دیکھ لیں اس میں حکومت کا رویہ یہ ہے کہ جب ان کے سر پر پڑتی ہے تو پھر یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ جناب! ہم اس پر منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ابھی آپ نے ان سے کہا ہے اور یہ اپوزیشن کی طرف سے بھی بات ہوئی ہے کہ یہ تاریخ بتا دیں کہ یہ اس مسودہ قانون کو کب تک اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اور وزیر قانون صاحب بیٹھ کر اس مسئلے کو settle کر لیں گے۔ اسمبلی کے دو سال بعد یا اس اسمبلی کا تو پتا نہیں ہے کہ ہم نے چھ مہینے رہنا ہے یا دس مہینے رہنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! آپ نیک آدمی ہیں۔ دعا فرمائیں کہ ابھی دو سال اسمبلی کے پڑے ہوئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: Chair سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اس میں ٹائم دے دے۔ تین مہینے دے دیں یا اگلے اجلاس کا ٹائم دے دیں۔ اتنا اہم issue ہے اگر اس پر انہیں پابند نہ کیا گیا تو پھر یہ مسئلہ آئیں بائیں شائیں ہو جائے گا۔ پھر اس پر آپ کوئی قدغن نہیں لگا سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بڑی بے اعتباری کی سی فضا چل رہی ہے۔ ہم تو ان پر بڑا اعتبار کرتے ہیں۔ جب ہم دو بندے کہہ رہے ہیں تو ہم اس کو بیٹھ کر کر دیں گے۔ اتنی بے اعتباری کی فضا نہیں ہوتی۔ آخر processتو ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لاء منسٹر ہی اس کی surity دے دیں کہ اگر یہ مسودہ لاء ڈیپارٹمنٹ میں آئے گا تو ہم پندرہ دن یا ایک مہینے میں اس کو اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ اتنے popular ہیں کہ وہ آپ ہی سے پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ صبح رانا ثناء اللہ صاحب نے میرے ساتھ یہ طے کیا تھا کہ میں آپ سے جواب چاہوں گا۔ متعلقہ محکمے نے ایک مسودہ ہمارے پاس بھیجا، لاء ڈیپارٹمنٹ نے اس پر کچھ اعتراضات لگائے، ہم نے ان کو واپس بھیجا۔ یہ اعتراضات دور کر کے وہ ہمارے پاس بھیجیں گے تو میں اپنے بھائیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے within 15 days واپس آ جائے گا۔ اب House میں پیش کرنے کا سوال رہا تو وہ متعلقہ محکمے نے کرنا ہے لیکن لاء ڈیپاٹمنٹ سے vetting within 15 days, I ensure sir.(قطع کلامیاں)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے اعتراضات لگا کر کب مسودہ واپس بھیجا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ check کروا لیتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے سال چینی کا ریٹ 25/26 روپے کلو تھا اس وقت -/40 روپے سے اوپر مل رہی ہے۔ یہ بحث یہاں چلتی رہے گی عوام کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ چینی کی قیمت جو ایک سال میں -/26 روپے سے بڑھ کر -/40 روپے سے اوپر چلی گئی ہے یہ کتنے دنوں کے اندر واپس 25/26 روپے پر آئے گی۔ یہ عوام کا مسئلہ ہے، یہ گورکھ دھندہ چلتا رہتا ہے۔ حکومت اپنے اللوں تللوں میں پڑی رہتی ہے۔ جب کوئی مسئلہ سر پر آ جاتا ہے تو پھر ان کو ہوش آتا ہے لیکن اس وقت کچھ بھی نہیں ہوتا۔ کسی چیز کو force ہی نہیں کرتے کہ آئندہ کیا ہونے والا ہے اس لئے میرا ضمنی

سوال یہ ہے کہ ایک سال کے اندر چینی کی قیمت -/26 روپے کلو سے -/40 روپے سے اوپر چلی گئی ہے۔ یہ 25/26 روپے کلو کی قیمت پر کب واپس آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ خود سمجھ دار آدمی ہیں۔ جب اس سال کاشتکاروں کو اچھا ریٹ مل رہا ہے تو اگلے سال آپ یہ توقع رکھیں کہ بہت زیادہ گنا کاشت ہوگا اور جب گنا کاشت ہوگا تو prices کم ہو جائیں گی۔ یہ ہمیشہ کا اصول ہے۔ اس وقت کاشتکار کو اگر -/100 روپے من مل رہا ہے تو اس دفعہ سارا گنا کاشت ہو رہا ہے اور جب گنا کاشت ہوگا تو اگلے سال قیمتیں خود بخود کم ہو جائیں گی۔ جی، محترمہ عابدہ جاوید!

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہاں بہت اہم بات کرنا چاہتی ہوں کہ جن کے پاس اختیارات ہیں اور جو ذمہ دار ہیں تو اس کے باوجود بحران ہے۔ اس پر قانون کا کیا تقاضا ہے اور چینی کے بحران پر اگر منصوبہ بندی پہلے سے ہوئی ہے تو اس پر عملدرآمد ہونا چاہئے تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: بی بی! آپ کو بیس سے پچیس روپے کلو چینی مل جائے گی۔

محترمہ عابدہ جاوید: اگر ملے گی تو اس سے عوام کو فائدہ ہوگا۔ اگر آپ کی نیتیں نیک ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوئیں تو آپ کو اجر ملے گا۔ آپ اپنی نیتوں کو اچھا کریں اور اخلاص پیدا کریں اور اللہ کی رحمتوں کے طلبگار رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ہم آپ کی نیک تمناؤں پر آپ کے شکر گزار ہیں۔

محترمہ عابدہ جاوید: اس معاملے میں جو فتنہ فساد پیدا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ناپسند کرتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور عوام کا سوچیں اور حق سچ کی بات کریں۔ اس کے لئے میں کہتی ہوں کہ نعرہ تکبیر (اللہ اکبر)، نعرہ تکبیر (اللہ اکبر)

وزیر خوراک: محترمہ شاعری کی بڑی دلدادہ ہیں۔ میں ان کے سوال کا جواب شعر میں دینا چاہتا ہوں کہ:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مرد ناداں پر کالام نرم و نازک بے اثر

جناب قائم مقام سپیکر: سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پورے ملک میں چینی کا ایک بدترین بحران ہے۔ میں نے اپنی گفتگو میں ذکر کیا تھا کہ اٹھارہ لاکھ ٹن چینی مل مالکان کے پاس پڑی ہوئی ہے۔ شوگر ملز اونرز ایسوسی ایشن کے سربراہ نے ٹی وی انٹرویو میں جسے میں نے خود سنا ہے، اس نے کہا ہے کہ وفاقی وزیر ترین صاحب کی مل میں تین لاکھ ٹن چینی موجود ہے۔ اب سارے وزراء کی ملیں ہیں۔ بڑے بڑے لوگوں کی ملیں ہیں۔ ان کی ملوں سے چینی باہر نکلوائیں اور عام لوگوں میں لائیں تاکہ چینی کی قیمت کم ہو۔ اگر وفاقی وزیر کی چینی کی ملیں ہوں تو عام آدمی کو چینی چالیس، پینتالیس روپے کلو نہیں ملے گی تو اور کیا ہوگا۔ یہ ایک عام آدمی کا مسئلہ ہے۔ چودھری اقبال صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کہ بڑے لوگ چینی کم استعمال کرتے ہیں اور غریب آدمی جلیبیاں کھاتے ہیں، بڑے لوگ تو جلیبیاں نہیں کھاتے۔ اس پر مہربانی کریں اور چینی کی قیمت کم کرنے کے لئے جو ملوں کے اندر بڑے بڑے سٹاک پڑے ہوئے ہیں ان کو نکلوانے کے لئے حکومت اپنے اقدامات سے ہمیں آگاہ فرمائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں فاضل دوست کی بات سے اختلاف کرتا ہوں کہ فلاں وفاقی وزیر کی مل ہے، صوبائی وزیر کی مل ہے۔ ملیں لگانا کوئی جرم نہیں ہے۔ اگر انڈسٹری بڑھے گی تو گنا consume ہوگا اور لوگوں کو چینی ملے گی۔ انڈسٹری لگانا تو ایک اچھا قدم ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کوئی بڑا آدمی ہے تو اس پر ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا اور چھوٹے پر ڈالا جا سکتا ہے تو ایسی بات نہیں ہے۔ چینی کے بحران کی وجہ یہ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ میں نے تفصیل کے ساتھ عرض بھی کیا ہے۔ اس طرح کی حالت نہیں ہے لیکن اس کے باوجود حکومت سارے اقدامات کر رہی ہے کہ کس طریقے سے چینی کے بحران کو دور کیا جائے اور غریب آدمی کو کس طرح سے سہولت دی جائے۔ اس کی تفصیلات میں نے سید احسان اللہ وقاص صاحب کو بتائی ہیں۔ اس کے علاوہ جو سٹاک ٹی سی پی کے پاس تھا وہ بھی دے رہے ہیں، یوٹیلٹی سٹورز بھی چینی دے رہے ہیں اور ہم سستی چینی کی سکیم بھی بنا کر دے رہے ہیں۔ اس سے زیادہ اقدامات نہیں ہو سکتے جو ہو رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ ہمیں کوئی احساس نہیں ہے اور ہم غافل بیٹھے ہوئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری آپ سے گزارش ہے کہ دو دن پہلے بھی ہم نے بات کی تھی۔ یہاں پر زیادہ تر زمیندار بیٹھے ہیں۔ میں نے درخواست کی تھی کہ جیسے یہ ٹائم ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک سوال پر 35 منٹ لگائے ہیں اگر آپ دو گھنٹے کے لئے زراعت اور

خوراک پر عام بحث رکھ لیں۔آپ کے ملک میں گندم کا ایک بہت بڑا بحران آ رہا ہے کہ آپ کی storage capacity پچیس لاکھ ٹن ہے اور آپ کے پاس اس وقت گوداموں میں بیس لاکھ ٹن گندم پڑی ہوئی ہے۔اب نئی فصل آ رہی ہے اور بقول ارشد لودھی صاحب کہ It is going to be a bumper crop زمیندار نے اس وقت مرنا ہے اور آپ کی قوت خرید نہیں ہوگی۔ آپ ملک میں بھی ایکسپورٹ کرنا چاہیں گے اور امپورٹ ہو رہی ہے بے شک پرائیویٹ کیا ہوا ہے۔ اگر آپ امپورٹ پر پابندی لگائیں گے اور ایکسپورٹ کی اجازت دیں گے تب ہی ہم meet کر سکیں گے۔میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آج یہاں پر وزیر قانون بھی بیٹھے ہیں براہ مہربانی! زراعت اور خوراک کے لئے عام بحث کا ٹائم رکھیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔میں اور لاء منسٹر صاحب دیکھ لیں گے اور کل بزنس بھی کوئی زیادہ نہیں ہے۔آپ بے شک کل دو گھنٹے کے لئے خوراک اور زراعت پر بحث رکھ لیں۔اس میں ان کی مفید آراء بھی آ جائیں گی اور ہمیں آگاہی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: کل جمعتہ المبارک ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہمارا پروگرام ہے کہ اس اجلاس کو تھوڑا لمبا چلایا جائے۔ اس کے لئے ہم مختلف محکموں پر عام بحث رکھنا چاہتے ہیں۔ہم پہلے ان محکموں پر عام بحث رکھنا چاہتے ہیں جن پر آج تک بات ہی نہیں ہوئی۔ایسے بے شمار محکمے ہیں جن کے متعلق بات نہیں ہوئی اس لئے میں اپنے دوستوں سے استدعا کروں گا کہ ہم آپس میں بیٹھ جاتے ہیں اور discuss کر لیتے ہیں کہ کس دن کس محکمے کو رکھنا ہے۔اگر وہ چاہیں گے تو ہم زراعت کو فوقیت دے لیں گے۔وہ جو دن مقرر کریں گے ہم اس دن کے لئے تیار ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: زراعت اور آبپاشی کے بارے میں تو ضرور عام بحث ہونی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ہم اس کو طے کر لیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ زراعت پر پہلے رکھ لیں اور باقی پر بیٹھ کر بات ہو جائے گی۔ ایک محکمے کا تو فیصلہ کر لیں کہ سوموار کو زراعت پر بحث ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور :جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس legislationبھی آ رہی ہے۔ ہم دیکھ لیتے ہیں کہ اگرlegislationہم سوموار کو نہ لائیں تو اس پر بحث کر لیں گے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی مہلت دیں۔ تاکہ وزیر خوراک کے ساتھ اور آپ کے ساتھ بیٹھ کر تاریخ طے کر لیں گے لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ زراعت پر بحث ہونی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:آپ اجلاس کے بعد ایک میٹنگ رکھ لیں۔اس میں طے کر لیں۔ زراعت پر مکمل بحث ہوگی اور میں پورا ٹائم دوں گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:جناب سپیکر!میں نے سوال کیا تھا کہ چینی کا ریٹ اب چالیس پینتالیس روپے ہے یہ کتنے دنوں میں واپس چھبیس ستائیس روپے فی کلو آ جائے گا۔ یہ اس کا جواب دے دیں۔ عوام کو یہ درکار ہے، بحث درکار نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں نے آپ کو اس کا جواب دے دیا ہے کہ اس دفعہ اتنی کاشت ہو رہی ہے کہ انشاءاللہ اگلے سال قیمتیں خود بخود ٹھیک ہو جائیں گی۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر:اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ اس سال ریٹ یہی رہے گا اور عوام چیختے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر:کاشتکار کو اچھی قیمت مل رہی ہے اس لحاظ سے کاشت زیادہ ہوگی۔

حاجی محمد اعجاز:جناب سپیکر!آج خوراک کے بارے میں وقفہ سوالات ہے۔ میرا ایک بڑا اہم سوال 7122 گندم کے بارے میں ہے۔ابھی گندم کاseasonبھی آ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر:اگلا سوال گندم کے بارے میں ہے۔آپ اس پر سوال اٹھا لیجئے گا۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص:سوال نمبر 1774۔

کسان کی حوصلہ افزائی کے لئے گندم کی قیمت خرید میں اضافہ کی تجویز

*1774: سید احسان اللہ وقاص:کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پانی کی قلت، مہنگی بجلی اور مہنگی کھاد کے باوجود گندم کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے کسان کو کوئی ریلیف نہیں دیا اور گندم کی قیمت بہت کم ہے؟

(ج) کیا حکومت گندم کی قیمت خرید کم از کم -/350روپے فی من مقرر کرنے کے لئے تیار ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) گندم کی پیداوار کے متعلق تخمینہ محکمہ زراعت اپنی فیلڈ رپورٹ اور تجزیہ کرنے کے بعد لگاتا ہے محکمہ زراعت کے دوسرے تخمینہ مورخہ 2003-03-29 کے مطابق پچھلے سال کی پیداوار 145.94لاکھ ٹن کے مقابلہ میں امسال 160.30لاکھ ٹن کی پیداوار کا تخمینہ لگایا گیا ہے جو کہ 9.8فیصد زیادہ بنتا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ خوراک کسانوں سے گورنمنٹ کے مقرر کردہ نرخوں پر گندم خریدتا ہے جو کہ -/300روپے فی 40کلو گرام ہے جہاں تک کسانوں کو کوئی ریلیف دینے کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں محکمہ خوراک سے ایسی کوئی سکیم جاری نہ کی گئی ہے۔

(ج) گندم کی قیمت خرید میں اضافے کا اختیار صرف وفاقی حکومت کو حاصل ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گندم کی اس سال کے لئے حکومت کیا قیمت مقرر کرنا چاہتی ہے اور اس میں قیمت کے علاوہ دیگر اور کیا کیا مراعات ہیں جو کسانوں کو دینے کے لئے حکومت سوچ رہی ہے۔ میں اس میں اپنے دوسرے سوال کے حوالے سے تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اس وقت چینی کے بحران کے موقع پر تقریباً 4۔ارب روپے کی سبسڈی کا اعلان پنجاب گورنمنٹ نے کیا ہے۔ بعد میں اگر کوئی بحران آئے تو اس وقت سبسڈی دینے کی بجائے پہلے سے کسانوں کو فائدہ دے دینا چاہئے۔ مثلاً پوری دنیا کے اندر گرین ڈیزل ہوتا ہے جو صرف کسان استعمال کرتے ہیں تو آپ پاکستان میں گرین ڈیزل کو کیوں نہیں استعمال میں لاتے تاکہ کسانوں کو سستی قیمت پر ڈیزل مل سکے، سستی قیمت پر یوریا کھاد مل سکے، یوریا کھاد یا تو نایاب رہتی ہے یا پھر اس کی قیمت کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ بجلی کے بارے میں کئی دفعہ اس ایوان میں بات کی گئی ہے کہ کسانوں کو بہت کم قیمت پر ٹیوب ویل لگانے کی اجازت دینی چاہئے اور ان کا ماہانہ بل free کرنا چاہئے۔ آپ کے ساتھ مشرقی پنجاب کے اندر کسانوں کو بے شمار رعایتیں دی ہوئی ہیں اس کا عشر عشیر بھی ہمیں حاصل نہیں ہے اس لئے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ

آئندہ کیا قیمت مقرر کریں گے اور اس کے علاوہ ہماری گندم بہت major crop ہے اس کو مستحکم کرنے کے لئے کسانوں کو کیا کیا مراعات حکومت دینا چاہتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گندم کی support price بڑھانے کا جو طریق کار ہے آپ خود بھی کاشتکار ہیں اور مجھ سے well-informed ہیں کہ ہمیشہ پانچ سال کے بعد گندم کی support price بڑھائی جاتی تھی لیکن جب سے ہماری حکومت آئی ہے اس کی ہر سال قیمت بڑھائی گئی ہے بلکہ ایک دفعہ پانچ روپے من کے حساب سے بڑھائی گئی ہے اور اس دفعہ بھی حکومت نے 415 روپے کر دی ہے۔ ہم کاشتکار کو زیادہ سے زیادہ سہولت دینا چاہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ جو احسان اللہ وقاص صاحب بات کر رہے ہیں یہ میرے دل کی آواز ہے کیونکہ میں خود کاشتکار ہوں۔ میں پھر اپنی بات کی وضاحت کروں گا کہ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ جتنی گندم مہنگی ہو گی اتنا ہی آٹا مہنگا ہو گا۔ دنیا میں ایسا کوئی فارمولا نہیں ہے کہ گندم مہنگی ہو جائے اور آٹا سستا رہے۔ اس کے لئے سوائے سبسڈی کے اور کوئی چارہ نہیں ہے جو کہ حکومت پنجاب سبسڈی دے رہی ہے لیکن مثال کے طور پر اگر اس کو 600/- روپے من کر دیا جائے تو اسی حساب سے آٹے کا ریٹ بھی آئے گا۔ پھر یہی آواز اٹھائیں گے کہ حکومت نے روٹی بند کر دی ہے، نوالہ چھین لیا ہے، فلاں ہو گیا ہے، یہ ہو گیا ہے، وہ ہو گیا ہے، پورے زور شور سے تقاریر ہوں گی۔ اسی لئے میں نے عرض کیا ہے کہ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کو in between چلنا پڑتا ہے کہ consumer کی معیشت پر بھی بوجھ نہ پڑے اور کاشتکار کو بھی اس کا صحیح معاوضہ ملے۔ باقی انہوں نے کہا ہے کہ زمینداروں کو کیا سہولتیں دے رہے ہیں تو جب سے یہ حکومت آئی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ farmer's friendly حکومت ہے اور farmers کے لئے جو سہولتیں ہم نے پیدا کی ہیں اس سے پہلے نہیں تھیں۔ جس طرح کاشتکار کو آج کل باردانہ ملتا ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کاشتکار کے پیچھے پیچھے پھرتا ہے کہ آپ باردانہ لیں، ہمیں گندم دیں، ہم آپ کی گندم اٹھائیں گے اور آخری دانہ تک اٹھائیں گے اور آپ کو قیمت دیں گے۔ میں معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں۔ ہمارا رول اس وقت شروع ہوتا ہے جب مارکیٹ سٹور پرائس نیچے جا رہی ہو مثلاً اگر 415/- روپے قیمت ہے، مارکیٹ 400/- پر چلی جاتی ہے تو پھر اس وقت ہمارا رول شروع ہوتا ہے ورنہ اگر ان کو 450/-، 500/- روپے مل رہے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم تو کہتے ہیں کہ کاشتکار فائدہ اٹھا رہا ہے، اٹھائے۔ جب مارکیٹ پرائس نیچے جاتی

ہے تو پھر ہمارا ڈیپارٹمنٹ درمیان میں آ جاتا ہے۔ ہم قرضہ لے کر ساری کی ساری گندم اٹھاتے ہیں اور اس پر interest دیتے ہیں تاکہ کاشتکار کو facilitate کیا جائے۔ جس طرح کاشتکار کے ساتھ friendly سلوک ہماری حکومت اور میرا ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ اس طرح کے پہلے حالات نہیں تھے اور پہلے فوڈ ڈیپارٹمنٹ جس طرح کاشتکار کو خراب کرتا تھا آج کل وہ ادائیں نہیں چل رہیں۔ ہم نے بڑی سختی سے ان کی گردن دبائی ہوئی ہے کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے کسی بندے نے کاشتکار کو تنگ نہیں کرنا، اس کو پوری قیمت دینی ہے اور اس کو عزت دینی ہے۔

جناب سپیکر! جس طرح آڑھتیوں نے ٹینٹ لگائے ہوتے ہیں، پانی رکھا ہوتا ہے، چارپائی ہوتی ہے اور وہاں حقہ رکھا ہوتا ہے اسی طرح آج کل فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے جو purchase centers ہیں وہاں پر چارپائیاں پڑی ہیں، سائے کے لئے ٹینٹ لگے ہوئے ہیں اور وہاں پر حقہ رکھا ہوا ہے تاکہ شریف آدمی بیٹھ کر باعزت اور باوقار طریقے سے اپنی گندم فروخت کرے۔ یہ ساری سہولیات ہم زمیندار کو فراہم کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے درخواست یہ کی تھی کہ cost of production کو کم کرنے کے لئے حکومت اقدامات کرے۔ پچھلی دفعہ گندم کی پروڈکشن کم ہوئی ہے تو ٹھیک ہے کہ یہ باردانہ اٹھا اٹھا کر کسانوں کے پیچھے پھرتے رہے ہیں۔ اس دفعہ bumper crop آئے گی اور اللہ کرے ان کا پچھلی دفعہ والا رویہ اس دفعہ بھی برقرار رہے۔ میں اس قیمت کو بڑھانے کی بات نہیں کر رہا میں کہہ رہا ہوں کہ کسان کی production cost کو کم کرنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے۔ آپ production cost کو کم کریں۔ آپ بعد میں ان کو subsidise کرتے ہیں، ملوں کو پیسے دیتے ہیں، اضلاع کو پیسے دیتے ہیں اور اس میں بہت ساری چور بازاری ہوتی ہے۔ ان کا محکمہ جتنا صاف ہے ان کو بھی پتا ہے اس میں جو کچھ لوٹ مار ہوتی ہے وہ بھی ان کو پتا ہے۔ چودھری صاحب نے اس میں بہتری کی کوشش کی ہے تو میں اس پر خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن میری گزارش یہ ہے کہ بجائے محکمے کے افسران کھاتے پھریں، آپ براہ راست جب تک کسان کے لئے production cost کم کرنے کے لئے ان کی مدد نہیں کریں گے اس وقت تک کسان کی حالت بہتر نہیں ہو سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ویسے تو انہوں نے جو سوال کیا ہے وہ ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں ہے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا cost of production سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن پھر بھی میں حکومت کا نمائندہ اور میرے بھائی ایگر یکلچر منسٹر موجود نہیں ہیں تو میں اس کے لئے گزارشات پیش کروں گا کہ اس کے لئے بھی وزیر اعلیٰ صاحب ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ کو ہدایات جاری کر رہے ہیں کہ آپ کس طرح سے زمیندار کو facilitate کرتے ہیں، کیا آپ بجلی سستی کر کے ان کو facilitate کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ڈیزل کے حوالے سے انہوں نے کہا ہے تو اس کو تو کوئی سستا کر ہی نہیں سکتا جیسے دنیا میں اس کے rates ہوتے ہیں انہی rates پر ڈیزل نے چلنا ہے اس پر کسی کا کوئی کنٹرول نہیں ہے لیکن بجلی میں زمینداروں کو facilitate کیا جا سکتا ہے۔ آبیانے کے لئے فلیٹ ریٹ کر دیا ہوا ہے تاکہ فلیٹ ریٹ کے حساب سے لوٹ مار نہ ہو۔ اس طرح کے اقدامات ایگر یکلچر ڈیپارٹمنٹ، اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کر رہا ہے۔ فوڈ کا اس سے تعلق نہیں ہے لیکن ان کا Message درست ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس میں کام کر رہے ہیں اور مزید کام کریں گے اور ان کی ہدایت پر عمل بھی کریں گے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! اصغر علی قیصر صاحب کہتے ہیں کہ ان کا سوال out of turn لے لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے ابھی اس پر discuss ہونا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ غیر متعلقہ ہے اور وہ متعلقہ سوال بنتا ہے جو گندم کی نئی فصل آ رہی ہے اس کے مطابق ہر حال میں صحیح ہے۔ براہ مہربانی! آپ اس کو out of turn لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں دیکھتا ہوں۔ اگلا سوال نمبر 5127 ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے اور اس سے اگلا سوال نمبر 5128 بھی ان کا ہے۔

محکمہ خوراک سرگودھا 2002 تا حال باردانہ سے متعلقہ تفصیلات

*5128 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2002 سے آج تک محکمہ خوراک ضلع سرگودھا نے کتنا باردانہ کتنی رقم کا خرید کیا؟

(ب) کتنا باردانہ کسانوں کو ان سالوں میں برائے خرید گندم فراہم کیا گیا؟

(ج) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خراب ہوا؟

(د) کتنا باردانہ ان سالوں کے دوران خُورد بُرد محکمہ کے ملازمین نے کر لیا؟

(ہ) خُورد برد کرنے کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کریں؟

وزیر خوراک:

(الف) باردانہ کی خریداری ضلعی سطح پر نہیں بلکہ محکمہ خوراک، صوبائی سطح پر کرتا ہے۔ جنوری 2002 سے آج تک19,88,400بوری پٹ سن مالیتی9,94,20,000اور16,88,000 پی پی تھیلہ جات مالیتی1,87,04,300روپے ضلع سرگودھا کو جاری کئے گئے۔

(ب) درج ذیل باردانہ برائے خرید گندم زمینداران کو فراہم کیا گیا۔

سال2002، 7,33,060پی پی تھیلہ جات اور 3,05,979 استعمال شدہ جیوٹ 1,11,330 جاری کیا گیا۔

سال2003، 1,18,864پی پی تھیلہ جات اور19,772استعمال شدہ جیوٹ بوری اور 10,84,077(کلاس)جیوٹ بوری جاری کی گئیں۔

سال2004، 3,41,062پی پی تھیلہ جات اور 8,05,979 Aکلاس جیوٹ بوری جاری ہوئیں۔

(ج) مطلوبہ عرصہ کے دوران محکمہ خوارک ضلع سرگودھا میں کوئی باردانہ خراب نہیں ہوا۔

(د) محکمہ خوراک ضلع سرگودھا کے ان سالوں میں محکمہ کے ملازمین نے کوئی باردانہ خُورد بُرد نہیں کیا۔

(ہ) باردانہ خُورد بُرد نہ ہونے کی وجہ سے ایسی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب!اگلا سوال لے لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اچھا ٹھیک ہے۔ اگلا سوال6812جناب محمد وقاص صاحب کا ہے۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر6812۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کچھ سوال چھوٹ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ taken up تصور ہوں گئے ہیں۔ قیصر صاحب نے اپنے سارے سوال withdraw کر لئے ہیں۔

تحصیل ٹیکسلا، فلور ملوں کی تعداد ان کی پیداوار اور آٹے کی تقسیم کی تفصیلات

*6812: **جناب محمد وقاص:** کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں اس وقت کتنی فلور ملیں موجود ہیں اور ان کی مجموعی پروڈکشن کتنی ہے؟

(ب) کیا ایسا کوئی قانون ہے کہ یہ ملیں پہلے مقامی ضروریات پوری کریں اس کے بعد گندم / آٹا تحصیل سے باہر بھجوائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) تحصیل ٹیکسلا میں اس وقت کل آٹھ فلور ملز ہیں جن کی 97 کل باڈیز زیر کار ہیں جن کی کل capacity 1940 میٹرک ٹن بنتی ہے جبکہ اس سال کوٹا گندم 87 رولر باڈیز کے حساب سے جاری کیا گیا ہے۔

(ب) گورنمنٹ کی طرف سے آٹا و گندم کی مصنوعات کی نقل و حمل پر کوئی پابندی نہ ہے۔ تاہم مقامی طور پر ضلعی حکومتیں اور محکمہ خوراک کا عملہ اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ وافر مقدار میں آٹے کی سپلائی تمام علاقہ جات میں موجود ہو اتوار بازار اور جمعہ بازار میں ایکس مل ریٹ پر آٹا فراہم کیا جاتا ہے۔ مزید برآں رمضان پیکج اور وزیر اعلیٰ سستا آٹا سکیم کے تحت بھی متعلقہ ضلع میں آٹے کی فراہمی کی جاتی ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں نے جو سوال کیا ہے میں آپ کی وساطت سے فوڈ منسٹر صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔ ہمارا ضلع راولپنڈی ہے اور خاص طور پر ہماری تحصیل ٹیکسلا ہے اس کی پنجاب میں خاص اہمیت یہ ہے کہ یہ بالکل ایک کنارے پر ہے، شمالی پنجاب اور اس سے آگے ضلع اٹک کے بعد صوبہ سرحد شروع ہو جاتا ہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ ہمارے ہاں کتنی فلور ملیں ہیں انہوں

نے جواب دیا ہے کہ آٹھ فلور ملیں ہیں اور اس کی 1940 میٹرک ٹن پیداوار ہے وہاں پر مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ صوبہ سرحد قریب ہے اور افغانستان کا فاصلہ بھی بہت تھوڑا ہے تو وہاں کی تقریباً تمام یا ستر فیصد سے زیادہ جو آٹا ہے وہ سمگل ہو جاتا ہے۔ لہذا باقی پنجاب کا تو مجھے معلوم نہیں لیکن وہاں پر آٹے کا بحران زیادہ شدید ہوتا ہے اور لوگوں کو آٹا نہیں ملتا لیکن چونکہ پنجاب میں آٹے کی ترسیل پر ضلع وار پابندی نہیں ہے تو میں ان سے گزارش کروں گا کہ جو ضلع راولپنڈی یا ضلع اٹک ہے اس کے لئے حکومت کو کوئی خاص منصوبہ بندی کرنی چاہئے اس لئے کہ پنجاب کا اندرونی آٹا بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکتا اور یہاں کا آٹا سرحد اور افغانستان میں سمگل ہو جاتا ہے تو پھر وہ لوگ بھوکے مر جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے عزیز برادر م قصہ پارینہ کی بات کر رہے ہیں۔ آج کل تو آٹے کا ملک کے کسی کونے میں بحران نہیں ہے اور پنجاب میں تو بالکل نہیں ہے۔ میں یہ دعوے سے کہہ رہا ہوں کہ کسی جگہ پر آٹے کا بحران بالکل بھی نہیں ہے۔ دوسری بات انہوں نے صحیح کہی ہے کہ راولپنڈی چونکہ deficient ایریا ہے اس کو ہم top priority دیتے ہیں تاکہ آٹے کی وہاں پر کمی نہ ہو اور ریٹ بھی balance رہے۔ تیسری جو بات انہوں نے کی ہے کہ سرحد کے اندر آٹا چلا جاتا ہے تو ہماری ملوں کی کوالٹی بہتر ہے، ہماری ملیں بہت اچھا آٹا بناتی ہیں، سرحد میں ہمارا آٹا بڑا پسند کیا جاتا ہے لیکن اس دفعہ وہ بھی بڑا کم جا رہا ہے اور ملیں ہمارے پاس گندم لینے کے لئے آ رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا tenure آٹے کے سلسلے میں اتنا peaceful جا رہا ہے اس لئے اس قسم کے کوئی حالات نہیں ہیں۔ اگر کوئی وہاں پر کوئی مشکل ہے تو یہ point out کریں میں انشاء اللہ کل تک اس کو حل کروا دوں گا۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ بات نہیں کر رہا۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ جب آٹے کا بحران صوبے میں تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب تو نہیں ہے۔

جناب محمد وقاص: لیکن یہ مسئلہ مستقبل میں بھی ہو سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگر نہیں ہے تو آپ مطمئن رہئے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ہماری مشکل یہی ہے کہ ہمارے پاس اپنی اتنی ملیں ہیں کہ ہماری مقامی ضرورت کو پورا کریں لیکن وہ چونکہ کنارے پر ہیں تو صوبہ سرحد اور افغانستان کا فاصلہ کم ہے اس لئے وہاں جب بھی بحران پیدا ہوتا ہے تو آٹا باہر نکل جاتا ہے۔ پنجاب کے اندر سے ہمارے پاس آتا نہیں ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو ایسی پالیسی بنانی چاہئے اور جو سرحدی علاقے ہیں ان کے لئے کوئی سپیشل پالیسی بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ آئندہ کے لئے یہ نوٹ کر لیں۔

وزیر خوراک: انشاء اللہ تعالیٰ ہم انہیں کسی بحران سے دوچار نہیں ہونے دیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال 6813، جناب محمد وقاص کا ہے۔

جناب محمد وقاص: سوال نمبر 6813۔

پی پی۔8 راولپنڈی میں سال 04-2003، سستے آٹے کی فراہمی اور تقسیم کی تفصیلات

*6813۔ جناب محمد وقاص: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے رعایتی نرخوں پر حلقہ پی پی۔8 راولپنڈی کے لئے دوران سال 04-2003 کتنے ٹرک آٹا فراہم کیا گیا؟

(ب) اس آٹے کو کہاں کہاں تقسیم کیا گیا؟

(ج) یہ آٹا کن ذرائع سے تقسیم کیا گیا؟

وزیر خوراک:

(الف) حکومت پنجاب کی طرف سے رعایتی نرخوں پر حلقہ پی پی۔8 تحصیل ٹیکسلا میں سال 04-2003 میں کل 21,072 تھیلہ جات 20 کلو گرام فراہم کئے گئے۔

(ب) اس آٹے کو درج ذیل مقامات پر سیل کیا گیا۔

یونین کونسل موہڑہ شاہ ولی	HIT ٹیکسلا	یونین کونسل گیلا خورد
یونین کونسل جلالہ	وارڈ نمبر 55,56,57	یونین کونسل ٹھٹھہ خیل
یونین کونسل گڑھی سکندر	یونین کونسل لب ٹھٹھو	لائق علی چوک

یونین کونسل خرم پراچہ یونین کونسل واہ 9,10 ایریا وغیرہ
دفتر ٹی ایم او ٹیکسلا یونین کونسل عثمان کھٹڑ

(ج) یہ آٹا تحصیل ناظم ٹیکسلا، ٹی ایم او ٹیکسلا، یونین ناظم، نائب ناظمین اور کونسلر صاحبان کے ذریعے sale کیا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ میرے حلقہ پی پی۔ 8 میں 04-2003 کے درمیان کتنے تھیلے تقسیم کئے گئے تو اس کا جواب آیا ہے کہ 21,072 آٹے کے تھیلے ایک سال میں تقسیم کئے گئے ہیں۔ میرے حلقے کی آبادی پانچ لاکھ افراد پر مشتمل ہے، حکومتی شماریات کے مطابق پینتیس یا چالیس فیصد لوگ خط غربت سے نیچے ہیں تو تقریباً دو، پونے دو لاکھ افراد ہمارے حلقے میں غریب ہیں۔ اب اگر ان کی ضرورت کے حساب سے دیکھا جائے تو یہ آٹا جو تقسیم کیا گیا ہے یہ پورے حلقے میں پندرہ دن کے لئے بھی پورا نہیں ہے جبکہ جو لوگ غریب ہیں وہ ایک سال کیسے گزاریں گے تو اس کے اضافے کے لئے یہ کیا کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا بڑا fool proof system ہے بلکہ اس میں ہمارا ڈیپارٹمنٹ کم role ادا کرتا ہے باقی ڈیپارٹمنٹ زیادہ ادا کرتے ہیں مثلاً ڈی سی او کی سربراہی میں وہاں ایسی families کا چناؤ کیا جاتا ہے جو poors of the society ہوں، جن کی آمدنی کم ہو اور جو غریب عوام ہیں ان کے لئے سہولت ہے تاکہ ان کو آٹے میں سبسڈی دی جائے۔ سب سے پہلے تو ہم مستحقین زکوٰۃ کی لسٹ ڈی سی او صاحبان سے لیتے ہیں اور وہ سبسڈی ان کو دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں کا یونین کونسل ناظم یا صوبائی اسمبلی کا کوئی ممبر اگر نشاندہی کرتا ہے کہ فلاں آدمی اس میں سے رہ گیا ہے تو وہ ڈی سی او کو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔ وہ ڈی سی او ہمیں فہرست بنا کر بھیجتے ہیں اس کے مطابق ہم سستے آٹے میں ان کو کوٹا دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی families رہ گئی ہوں جو واقعی مستحق ہوں تو میرے بھائی اس کی نشاندہی کریں گے تو میں ڈی سی او کو کہوں گا کہ ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ میں نے تو as a whole بات کی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ حکومت پنجاب اس کو ایک liverage کے طور پر استعمال کرتی ہے، خود میرے حلقے میں جو ہارا ہوا امیدوار ہے اس کو آٹے کے ٹرک دیئے گئے، اس نے مساجد میں اعلان کروایا اور اپنے پبلک سیکرٹریٹ پر تقسیم کئے، ہم ایسا کام نہیں چاہتے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کو پبلک پوائنٹس پر تقسیم کیا جائے، اس کو مساجد کے باہر تقسیم کیا جائے، اس کو یوٹیلٹی سٹورز پر رکھا جائے، اس کو ناظمین، ہارے ہوئے امیدواروں کے حوالے نہ کیا جائے۔ اس کے ذریعے وہ لوگوں کو bribe کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جو بھی مثبت تجویز ہو گی وہ اس کو consider کر لیں گے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اس بات سے بڑا اختلاف ہے جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ اس کو سیاسی liverage کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ آپ فرمائیں کہ جو مستحقین زکوٰۃ ہیں اس میں ساری پارٹیوں کے لوگ ہیں، اس میں پیپلز پارٹی، ایم ایم اے، مسلم لیگ کے ہیں اس میں liverage کیا استعمال ہو سکتا ہے؟ مستحقین زکوٰۃ کی تو ہر ضلع کے اندر مکمل فہرست بنی ہوئی ہے اور اگر ہم ان کو آٹا دیتے تو یہ کار خیر کر رہے ہیں۔ اس میں تو کسی سیاسی liverage کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کے پاس یہ بڑا ہتھیار ہے۔ یہ آٹا تقسیم کریں تو وہ سیاست نہیں ہے، باقی سارے کام کریں وہ سیاست نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقاص صاحب! یہ تقسیم کا معاملہ ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! یہ اپنی حکومت کے تحت پنجاب کے اندر لوگوں میں کتابیں تقسیم کریں تو وہ سیاست نہیں ہے اور اگر ہم پتنگ بازی کے خلاف بات کریں تو سیاست آ جاتی ہے، ہم توہین رسالت پر بات کریں تو سیاست آ جاتی ہے۔ یعنی گویا یہ double planned ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وقاص صاحب! ابھی لوگوں کے سوالات رہتے ہیں۔ اب آپ اس بات کو چھوڑیں۔

وزیر خوراک: ان سے پوچھیں کہ مسلم لیگ نے planning کی ہے تو کیا باقیوں نے نہیں کی؟

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر6993، سید مجاہد علی شاہ کا ہے، تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی 6994 سید مجاہد علی شاہ کا ہے، موجود نہیں ہیں۔ یہ سوال dispose ofہوئے۔ اگلاسوال7122حاجی محمد اعجاز کاہے۔ جی۔

صوبہ میں گندم ذخیرہ کرنے کے گوداموں کی تفصیلات

*7122۔ حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ میں گندم ذخیرہ کرنے کے لئے کتنے گودام ہیں ان میں کتنی گندم ذخیرہ کی جا سکتی ہے اور ذخیرہ شدہ گندم کی حفاظت اور بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے کیا اقدامات کئے جاتے ہیں، آئندہ سالوں میں گندم ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

(ب) گزشتہ دو سال میں کتنی گندم ذخیرہ کرنے کے محفوظ انتظامات نہ ہونے کی وجہ سے ضائع یا چوری ہوئی۔ کتنے ملازمین کے خلاف خُورد برد کرنے کے الزام میں مقدمات درج ہوئے، کتنے برطرف ہوئے اور کتنوں کو سزائیں ہوئیں۔ اس کے تدارک کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک کے بد عنوان اہلکار گندم چوری کر کے اس کی جگہ مٹی، پتھر اور کنکر وغیرہ ڈال کر وزن پورا کر دیتے ہیں اس کی تدارک کی کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ خوراک کے پاس گندم ذخیرہ کرنے کے لئے250پی آر سنٹر ہیں جو کہ مختلف طرز کے گودام سائلوز، بنز بنی شیل اور گھریلو طرز کے گوداموں پر مشتمل ہیں جن میں مجموعی طور پر25.3 لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کی جا سکتی ہے گندم کو سسری، کھپرا سے محفوظ رکھنے کے لئے اسے ایلو مینیم فاسفائیڈ کی زہریلی دھونی دی جاتی ہے۔ گنجیوں میں ذخیرہ گندم کی حفاظت کے لئے اسے پولی تھین کے غلاف کے نیچے زہریلی دھونی دی جاتی ہے۔ مزید برآں ذخیرہ گاہوں میں ڈیلٹا میتھرین کا سپرے بھی کیا جاتا ہے۔ گندم کو پھپھوندی سے محفوظ رکھنے کے لئے ہمیشہ خشک گندم جس میں نمی کی

مقدار12فیصد سے کم ہو خرید کر کے گوداموں میں ذخیرہ کی جاتی ہے۔ گندم کی ذخیرہ کرنے کی صلاحیت بڑھانے کے لئے محکمہ کے لئے1.5 لاکھ ٹن ذخیرہ گندم کے سائلوز تعمیر کرانے کا منصوبہ منظور ہو چکا ہے جس کی تعمیر جلد شروع ہونے والی ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کی سکیم ہائے 04-2003اور05-2004کے دوران ذخیرہ کرنے کے محفوظ انتظامات ہونے کی وجہ سے صوبہ بھر میں محکمہ خوراک کی کسی بھی ذخیرہ گاہ/گودام میں گندم ضائع اور نہ ہی چوری ہوئی۔

البتہ گوجرانوالہ ڈویژن کے ضلع سیالکوٹ میں دوران سکیم04-2003مراکز خریداری گندم کوٹ نیناں اور نور کوٹ پر خرید شدہ گندم گنجیوں کی صورت میں ذخیرہ کی گئی جنہیں محفوظ رکھنے کے لئے پولیتھین کے غلاف کے نیچے زہریلی دھونی دی گئی۔ تاہم نکاسی پر عملہ نے384.200 میٹرک ٹن گندم خراب/کم ظاہر کی جسے محکمہ نے تسلیم نہ کیا اور ان مراکز پر تعینات عملہ مسمیان عبدالحمید، ذوالفقار علی شاہ(فوڈ گرین انسپکٹرز)اور الفت حسین (فوڈ گرین سپروائزر) کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن میں مقدمات درج کروائے گئے۔ ان تینوں اہلکاران کو نائب ناظم خوراک گوجرانوالہ نے نوکری سے برخاست کر دیا اور ان پر recovery بھی عائد کر دی گئی ہے۔

دوران سکیم 05-2004 ملتان ڈویژن میں ضلع وہاڑی کے مرکز خریداری گندم اڈا غلام حسین پر متعین سٹاف نے550 میٹرک ٹن گندم کی رقم مبلغ-/49,25,250روپے بوگس بل کے ذریعے بنک سے نکلوائی اس غبن میں ملوث اہلکاران مسمیان اقبال حسین مکسی(اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر)اور غضنفر جاوید(فوڈ سپروائزر) کے خلاف محکمہ انٹی کرپشن ملتان میں مقدمات درج کروائے گئے ہیں۔ مذکورہ بالا اہلکاران پر مبلغ-/73,53,196 روپے کی recovery بھی عائد کر دی گئی ہے اور ان کو ملازمت سے بھی برخاست کر دیا گیا ہے۔

(ج) یہ بات قطعاً درست نہ ہے بلکہ اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ایسے واقعات کے تدارک کے لئے محکمہ کی طرف سے دوران خریداری گندم مختلف معائنہ ٹیمیں مراکز خریداری گندم کا معائنہ کرتی ہیں۔ خرید شدہ گندم کے نمونہ جات حاصل کر کے ان کا باقاعدہ تجزیہ کروایا جاتا ہے۔ وصول کنندہ مراکز پر بھی گندم کی کوالٹی چیک کی جاتی ہے اور

فلور ملز والے بھی گندم اجراء کے وقت چیک کر کے وصول کرتے ہیں۔ تاہم خریداری یا بعد از خریداری دوران معائنہ اگر کبھی کوئی ایسی بات سامنے آئے تو عملہ کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ سیالکوٹ کے جن اہلکاروں نے بددیانتی کی تھی ان کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا اور recovery بھی عائد کر دی گئی، کتنی recovery عائد کی گئی ہے اور کتنی وصول کی گئی ہے وہ بتادیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! کچھ recovery کر لی گئی ہے وہ سوال کے جواب میں بتادی گئی ہے باقی میں پڑھ دیتا ہوں۔ کوٹ نیناں میں انسپکٹر عبدالحمید تھا اور سپروائزر الفت حسین تھا انہوں نے جو گندم اپنی غفلت سے damage کروادی تھی اس کے لئے ہم نے کوئی 12 لاکھ 12 ہزار 798 روپے عبدالحمید کے ذمے لگائے ہیں اور 12 لاکھ 12 ہزار 798 روپے الفت حسین کے ذمے لگائے ہیں یہ کوئی 24 لاکھ روپے کوٹ نیناں کے اوپر recovery ڈالی گئی ہے اور نور کوٹ میں گندم کی recovery 23 لاکھ 26 ہزار 626 روپے ڈالی گئی ہے اور باردانہ کی 15 لاکھ 28 ہزار 250 روپے ڈالی گئی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جز (الف) میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے پاس پچیس لاکھ ٹن گندم ذخیرہ کرنے کی گنجائش ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ 63 لاکھ روپے روزانہ محکمہ فوڈ گندم پر صرف سود کی مد میں ادا کر رہا ہے۔ پچیس لاکھ ٹن ٹوٹل ان کی حیثیت ہے اور بیس لاکھ ٹن کے قریب آج ان کے پاس پڑا ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی دفعہ wheat کی releases جو محکمانہ بددیانتی ہے پہلی دفعہ یکم دسمبر کو کی گئی۔ اگر پچھلے ساٹھ سال میں کسی سال بھی یکم دسمبر کو یہ issue فلور ملوں کو جاری کیا گیا ہو تو اس کا وزیر صاحب جواب دے دیں۔ پاکستان کے طول و عرض میں کرغز، قازق، ایرانی آٹا فروخت ہو رہا ہے، پنجابی زمینداروں کی گندم حکومت پنجاب کے گوداموں میں پڑی ہے، غیر ملکی زمینداروں کی گندم ایک ارب بیس کروڑ روپیہ کمیشن لے کر بیچتے ہیں۔ کراچی پورٹ چیک کر لیں، صوبہ سرحد میں چیک کر لیں۔ پنجابی زمینداروں کی

گندم ان کے گوداموں میں پڑی ہے۔ ایک کروڑ65لاکھ ٹن جو نئی گندم کی فصل آئے گی ان کو نہ یہ خرید سکتے ہیں، ان کے وسائل ہیں اور نہ ان کی storage capacity ہے۔ کوئی مائی کا لال زمیندار کو -/415روپے نہیں دلوا سکتا۔ یہ -/300روپے سے ایک روپیہ اوپر ریٹ نہیں جائے گا۔ یہی ایوان انشاء اللہ جون میں فیصلہ کرے گا کہ پنجاب حکومت کے افسران نے جن لوگوں کے ساتھ مشورہ کیا ان کو عمر قید اور دو دو کوڑے روزانہ لگائے جائیں۔ پنجاب حکومت اور یہ ایوان فیصلہ کرے گا کہ جو بھی اس سازش میں شامل ہے ان کے لئے کیا سزا تجویز ہو گی۔ وزیر صاحب ensure کرا دیں کہ یہ کیسے گندم خرید کریں گے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے اچھی تقریر کی ہے۔ اس میں ضمنی سوال تو کوئی نہیں ہے لیکن میرا فرض بنتا ہے کہ میں جواب دوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارا معزز ایوان اپنی domain میں رہے تو بہتر کارکردگی دکھائی جا سکتی ہے اور سوال و جواب بہتر ہو سکتے ہیں۔ اب گندم کو امپورٹ اور ایکسپورٹ کرنا ہماری domain میں نہیں آتا۔ This is the job of the Federal Government فیڈرل گورنمنٹ امپورٹ اور ایکسپورٹ بھی کرتی ہے جو ان کی مرضی ہو وہ کرتے ہیں۔ ہم زیادہ سے زیادہ ان کو recommendations دے سکتے ہیں کہ آپ ایکسپورٹ کی یا امپورٹ کی ہمیں اجازت دے دیں۔ یہ ان کا فیصلہ ہے ہمارا فیصلہ نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ آگے بہت بڑا بحران آ جائے گا، کس طرح گندم خریدیں گے، کیا کریں گے اور کیا ہو گا؟ ہمارے پاس واقعی گندم کا backlog پڑا ہوا ہے اگر وہ ہم فوڈ سکیورٹی پنجاب reserve نہ رکھیں تو پھر پنجاب کو پورے پاکستان کے کونے کونے سے گالیاں ملتی ہیں کہ پنجاب میں گندم ہوتی ہے، پنجاب فوڈ سکیورٹی کو سٹور نہیں کرتا اور یہ ذمہ داری پنجاب نے پورے پاکستان کی اٹھائی ہوئی ہے، صرف پنجاب کی نہیں اٹھائی ہوئی۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست کہہ رہے تھے کہ سارا آٹا سرحد، بلوچستان اور سندھ میں جاتا ہے۔ یہاں سے ہم آٹا یا گندم دیتے ہیں اگر نہ دیں تو پھر وہ ہماری گندم پر بوجھ ڈالتے ہیں کہ پنجاب اپنے بڑے بھائی کا رول ادا نہیں کر رہا۔ اس وقت کے پیش نظر ہم نے گندم خریدی ہوئی تھی۔ اب چونکہ وہ گندم امپورٹ ہو گئی ہے تو پھر وہ گندم نکل نہیں سکی، باقی انہوں نے ایک سوال یہ کیا ہے کہ فلور ملوں کو issue نہیں کی۔ ہم تو فلور ملوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ جتنی مرضی اٹھا کے لے جائیں لیکن کوئی اٹھا نہیں رہا۔ تیسری بات یہ ہے کہ آگے کیا ہو گا، یہ اتنے فکر مند کیوں ہیں، ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہے، حکومت

پنجاب کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ہم فارمر نہیں ہیں، ہم نے گندم نہیں بوئی ہوئی؟ ہمیں بھی پتا ہے کہ اس کا کیا کرنا ہے اور ہم انشاء اللہ ایسی فول پروف پالیسی بنائیں گے کہ ہم اس گندم کو نکالنے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں، چاہے ہمیں ایکسپورٹ کرنی پڑے اور اس کے لئے ہم اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لا رہے ہیں اور فیڈرل حکومت سے بھی اجازت لے رہے ہیں اور انشاء اللہ اگلے سال جیسے وزیر اعلیٰ پنجاب کا دعویٰ ہوتا ہے کہ میں آخری دانہ تک اٹھاؤں گا۔ اگر support price سے مارکیٹ نیچے جاتی ہے تو ہمارا فرض بنتا ہے کہ فارمر کا تحفظ کریں اور آخری دانہ تک اٹھائیں اور انشاء اللہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ اٹھائیں گے۔ انشاء اللہ

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یکم جون سے 63لاکھ روپے روزانہ آج تک محکمہ خوراک mark up کی مد میں ادا کر رہا ہے۔ نئی فصل آنے میں آج ایک ماہ رہ گیا ہے تو 25لاکھ ٹن کل storage کی capcity ہے۔ یہ میرے سوالوں کا جواب نہیں دے رہے اور میں پوچھتا ہوں کہ یہ ثابت کر دیں کہ یکم دسمبر 2005 سے پہلے میں سیکرٹری خوراک سے ملا، میں جناب وزیر صاحب کے پاس House میں گیا اور میں نے کہا کہ زمینداروں کا ہمارے اوپر دباؤ ہے کہ اکتوبر میں اس کے releases کھولیں۔ میں سب سے زیادہ ان کی اور راجہ صاحب کی عزت کرتا ہوں لیکن اس میں بد دیانتی شامل ہے، غیر ملکی زمینداروں کی فصل کی بنیاد پر ایک ارب 20کروڑ روپے کمیشن لے کر فروخت کی گئی ہے۔ پہلے اس گندم سے پورے پاکستان کو stuff کیا گیا بعد میں اپنے releases کھولے گئے۔ یہ بتا دیں کہ 63لاکھ روپے محکمہ سود ادا نہیں کر رہا، یکم دسمبر کو realeases کیوں کھولے گئے ہیں؟ اس کے پیچھے بد دیانتی شامل ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! بات یہ ہے کہ جو گندم اس وقت سٹاک میں موجود ہے تو اس بارے میں وزیر خوراک صاحب نے کہا ہے کہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ آیا اس سٹاک کو clear کرتے ہیں یا نہیں کرتے۔ ہم نے farmers کو 415روپے من ہر حال میں دینا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! وہ یہ کیسے دیں گے؟ ہم اس جلوس کی سربراہی کریں گے جو زمیندار گندم کی فصل نہ اٹھانے پر نکالیں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سماں صاحب! وہ وقت آنے دیں اس کے بعد یہ سوال کریں کہ گندم کو اٹھایا ہے یا نہیں؟ آپ اپنی طرف سے point ان کے notice میں لائے ہیں That is a very valid point لیکن بات یہ ہے کہ انہوں نے اس کا بھی سدباب کر رکھا ہوگا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! issue یہ نہیں ہے بلکہ issue یہ ہے کہ آپ کی storage capacity 25 لاکھ ٹن ہے اور 20 لاکھ ٹن آپ کے پاس ابھی storage میں موجود ہے۔ ایک ماہ تک فصل آنے والی ہے اور جب فصل آ جائے گی تو آپ کے پاس اگر storage capacity نہیں ہو گی تو farmers سے آپ کیسے خریدیں گے اور اس کو کہاں رکھیں گے؟

دوسری بات یہ ہے کہ میں ان کو تجویز کرتا ہوں کہ they should move to the Federal Government یہ امپورٹ پر ڈیوٹی لگائیں اور ایکسپورٹ کی اجازت لیں۔ جب آپ کی یہ گندم ایکسپورٹ ہو گی تو پھر آپ خرید سکیں گے ورنہ جیسے اعجاز سماں نے کہا ہے کہ اگر آپ اکتوبر میں releases کر دیں تو آپ کا mark up بھی بچنا تھا اور آپ کی storage capacity بھی بڑھنی تھی اور یہ امپورٹ بھی نہیں ہونی تھی۔ Through the connivance of some Lord of the Ring, you could say. یہ ہوا ہے کہ یہ امپورٹ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی ہوئی ہے تو اگر وقت پر اس کو releases کر دیتے تو I have all regards for the Food Minister یہ مجھے بتائیں کہ as a mattar of precedent یہ جاتا تھا کہ اکتوبر میں فلور ملوں کو releases شروع ہو جاتی تھی اور یہ کیوں نہیں ہوئیں ہیں، ان کو ٹائم دیا گیا اور وہ امپورٹ ہو گئی ہے اور اب آپ کے پاس storage capacity نہیں ہو گی تو یہ گندم کیسے خریدیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے بھائی ایسے ہی فکر مند ہیں اور storage capacity کی بات کرتے ہیں۔ آپ کے سارے علاقے میں گنجیاں لگتی ہیں تو کیا وہ storage capacity نہیں ہے؟ وہاں پر ہم سارا سال گندم رکھتے ہیں اور وہ خراب نہیں ہوتی اور کبھی ایک دانہ بھی خراب نہیں ہوا۔ ایسے ہی یہ فکر مند ہو رہے ہیں اور ہماری یہ ذمہ داری ہے اور ہم اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں گے انشاء اللہ اور ان کو فکر مند ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس بارے میں تمام تر اقدامات کر رہے ہیں۔ باقی انہوں نے کمیشن کی بات کی ہے تو یہ بتائیں کہ کس کو کمیشن دیا ہے اور کون کمیشن

لیتا ہے۔ایسے ہی یہ باتیں کر رہے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر!ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،بی بی!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: شکریہ۔جناب سپیکر!اسی سوال کے جز(ب)کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ گزشتہ دو سالوں کی سکیم ہائے 04-2003اور 2005کے دوران ذخیرہ کرنے کے محفوظ انتظامات ہونے کی وجہ سے صوبہ بھر میں محکمہ خوراک کی کسی بھی ذخیرہ گاہ گودام میں گندم ضائع ہوئی اور نہ ہی چوری ہوئی۔جب کسی سے کام غلط ہو جاتا ہے تو مانتے کیوں نہیں ؟اگر چوری نہیں ہوئی ہے اور میں خود یہ ثابت کر سکتی ہوں کہ بہاولپور کے ضلع میں گندم چوری ہوئی اور اس کے بعد انہوں نے ڈی ایف او کو معطل کیا اور اس کے بعد اسے دوسرے شہر میں ترقی دے کر لگا دیا گیا۔یہ چوری اس وقت ہوتی ہے جب ان کے پاس گودام نہیں ہوتے۔ابھی بھی بہاولپور میں صرف ایک خانقاہ میں نورپور اور بہاولپور میں پاسکو کا گودام کئی سالوں سے بنا ہوا ہے۔جہاں پر گندم رکھنے کے لئے جگہ ہی نہیں ہے اور جب جگہ نہیں ہوتی تو یہ میدان ہائر کرتے ہیں اور میدانوں میں گندم کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں اور اوپر ترپالیں ڈالتے ہیں اور وہاں سے گندم چوری ہوتی ہے اور بوریوں میں جب یہ گندم بھری جاتی ہے تو اس میں آدھی گندم ہوتی ہے اور آدھی مٹی ہوتی ہے جو کہ منسٹر صاحب کے علم میں ہے لیکن یہ یہاں پر ماننا نہیں چاہتے۔انہیں کہیں کہ جو غلطی ہو وہ مان لیا کریں اور خدا کے لئے گوداموں کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر!جب کسی عورت سے گھر کی ہانڈی خراب ہو جاتی ہے تو کبھی اس نے مانا ہے کہ میں نے ہانڈی خراب کر دی ہے۔یہ تو اس قسم کی بات ہو رہی ہے اور میں حیران ہوں کہ اس میں کیا سوال کیا گیا ہے اور میں اس کا کیا جواب دوں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!فوڈ ڈیپارٹمنٹ سے اب محترمہ پاسکو میں چلی گئی ہیں جو کہ مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے اور اس سے ہمارا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔جس گندم کے اوپر ایک آدمی مثلاً نذیر احمد سٹور انچارج ہے اگر اس نے آٹھ ہزار بوری گندم خریدی ہے تو اس آدمی کو ہم اس وقت تک اس سٹور سے نہیں بدلتے جب تک آٹھ ہزار بوری کی مکمل ڈسپوزل نہ کروا دے۔اگر اس

میں دو بوریاں بھی کم ہوں تو اس کو پوری کرنی پڑتی ہیں پھر ہم اس کو وہاں سے تبدیل کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے بڑا fool proof system رکھا ہوا ہے اور اس سے تمام نقصان پورا کرتے ہیں۔ اگر ایک بوری کا بھی نقصان ہو تو وہ پورا کرتا ہے اس لئے ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی no man's land ہے کہ جو مرضی کوئی کرتا پھرے اس کو پوچھنے والا کوئی نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) کے جواب میں دو باتیں لکھی ہوئی ہیں کہ 384 میٹرک ٹن گندم اہلکاروں کی کوتاہی کی وجہ سے خراب ہوئی جس پر انہوں نے انٹی کرپشن میں مقدمات درج کروائے اور آگے ہے کہ کچھ لوگوں نے 73 لاکھ روپے کی کرپشن کی تو اس میں بھی محکمہ نے انٹی کرپشن میں مقدمات درج کروائے تو میرا سوال یہ ہے کہ ان دونوں درج ہونے والے مقدمات کا اب status کیا ہے اور ملزمان ضمانت پر رہا ہو چکے ہیں یا وہ جیل میں ہیں۔ دوسرے نمبر پر انہوں نے جو نقصان کیا ہے اور ان پر جو recovery ڈالی گئی ہے تو کیا وہ ان سے وصول ہو گئی ہے یا نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جز(ب) میں یہ ساری تفصیل لکھی ہوئی ہے اور ان سے ہونے والی recovery کی رقم بھی لکھی گئی ہے جو کہ 14 لاکھ 47 ہزار 364 روپے ان سے وصول ہو گئے ہیں اور باقی کو ملازمت سے برخاست بھی کر دیا گیا ہے اور ان سے recovery بھی ہو رہی ہے۔ یہ ساری تفصیل جواب میں لکھی ہوئی ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! میرا سوال یہ تھا کہ ان پر جو مقدمات ہوئے ہیں تو کیا وہ گرفتار ہوئے ہیں اور اگر ہوئے ہیں تو کیا اس وقت وہ ضمانت پر ہیں یا جیل میں ہیں یا گرفتار بھی نہیں ہوئے یعنی اس وقت ملزمان کا status کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ جب recovery عائد ہوتی ہے تو پھر ان کے خلاف اور۔۔۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! مقدمہ توان کے خلاف درج ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! recovery کے ساتھ اگر کوئی ان کو terms ہو تو وہ بھگتتا تا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! جو پرچہ ہوا ہے اس کا status کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں ایک صاحب ضمانت پر ہیں اور دوسرا absconder ہے جو کہ ملک سے باہر بھاگ گیا ہے لیکن بھاگے ہوئے کے پچھلے خاندان سے ہم recovery پوری کر رہے ہیں۔ ایک کی کورٹ نے ضمانت دے دی ہے اور اس سے بھی ہم recovery کر رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ فرمادیں کہ آج تک محکمہ خوراک نے کتنا mark up گندم پر دیا ہے محکمہ 63 لاکھ روپے روزانہ جو سود کی مد میں دے رہا ہے تو آج تک کتنا سود دیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: حاجی صاحب! This is fresh question جی۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر بیت المال: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بقیہ سوالوں کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 2002 سے حال تاحال گندم کی خرید پر اخراجات کی تفصیلات

*5127 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک محکمہ خوراک ٹوبہ ٹیک سنگھ کو کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) کتنی رقم سے گندم خرید کی گئی اور کتنی رقم افسران اور اہلکاران کی تنخواہوں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے پر خرچ کی گئی؟

(ج) کتنی رقم سرکاری افسران کی گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون، بجلی وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم کا ان سالوں کے دوران خُورد بُرد کرنے کا انکشاف ہوا اور اس خُورد بُرد کے ذمہ داران کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک تمام ہیڈز میں محکمہ خوراک ٹوبہ ٹیک سنگھ کو مجموعی طور پر -/1,86,76,84,562 روپے فراہم کئے گئے۔

(ب) گندم خرید کرنے کے لئے فراہم کردہ رقم -/1,85,51,00,000 روپے ہے۔

1۔ یکم مئی 2002 سے مئی 2004 تک گندم خرید پر خرچ کردہ رقم -/1,15,20,88,078 روپے جبکہ باقی بچ جانے والی رقم -/70,30,11,922 روپے ہیں۔

2۔ یکم جنوری 2002 سے سٹاف کی تنخواہیں اور ٹی۔اے/ڈی اے کے لئے -/1,11,71,500 روپے فراہم کئے گئے۔

یکم جنوری 2002 سے سٹاف کی تنخواہیں اور ٹی۔اے/ڈی۔اے پر خرچ کردہ رقم -/88,22,652 روپے اور بچت -/23,48,848 روپے ہے۔

(ج) یکم جنوری2002 سے گاڑی کی مرمت اور پٹرول کے لئے -/2,59,000روپے فراہم کئے گئے۔

یکم جنوری2002 سے گاڑی کی مرمت اور پٹرول پر خرچ کردہ رقم -/1,53,176 روپے جبکہ بقایا رقم -/1,05,824روپے ہے۔

(د) یکم جنوری2002 سے آج تک ٹیلیفون اور بجلی کے لئے فراہم کردہ رقم -/11,54,062روپے

یکم جنوری2002 سے آج تک ٹیلیفون اور بجلی پر خرچ کردہ رقم -/5,70,875روپے

بقایا رقم -/5,83,187روپے

نوٹ:۔ باقی ماندہ رقومات surrender کردی گئی تھیں۔

(ہ) خورد بُرد نہ ہونے کی وجہ سے ایسی کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔

سابق ملتان ڈویژن میں قائم زرعی اجناس کے گوداموں کی تفصیلات

*6993 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت پنجاب کے پاس سابقہ ڈویژن ملتان میں گندم اور دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کی کتنی گنجائش ہے تفصیل دی جائے؟

(ب) سابق ملتان ڈویژن میں خریداری مراکز پر گندم کی حفاظت کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) کیا صوبائی حکومت کی ضرورت کے مطابق گندم و دیگر زرعی اجناس ذخیرہ کرنے کے لئے گنجائش مکمل ہے اور مزید گودام بنانے کو تیار ہے؟

(د) سابقہ ملتان ڈویژن میں کتنے نجی گودام محکمہ نے کرایہ پر حاصل کئے ہوئے ہیں اور 2002 سے آج تک گوداموں کا کتنا کرایہ ادا کیا گیا، تفصیل ضلع و تحصیل وار فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ڈویژن ہذامیں گورنمنٹ گوداموں میں گندم ذخیرہ کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام ضلع	گنجائش ذخیرہ میٹرک ٹن سٹینڈرڈ	آپریشنل
ملتان	95500	122500 میٹرک ٹن
لودھراں	79500	100000 میٹرک ٹن
وہاڑی	115000	173200 میٹرک ٹن
ساہیوال	96300	139200 میٹرک ٹن
پاکپتن	102400	150650 میٹرک ٹن
خانیوال	133900	160650 میٹرک ٹن
کل	622600	846200 میٹرک ٹن

(ب)

(I) گوداموں میں ذخیرہ کرنے سے قبل گوداموں کو ڈیلٹا میتھرین کا سپرے کیا جاتا ہے۔

(II) گندم ذخیرہ کرنے کے بعد روزانہ کی بنیاد پر گوداموں کی صفائی کی جاتی ہے۔

(III) عارضی مراکز خرید گندم پر گندم کی ذخیرہ کاری کے لئے پختہ اینٹوں سے تھڑا جات جوکہ سطح زمین سے کافی اونچے تعمیر کئے جاتے ہیں۔

(IV) کھلی ذخیرہ گاہوں یعنی گنجیوں کو ترپالین سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں ذخیرہ کردہ سٹاک کو گوداموں میں زہریلی دھونی دی جاتی ہے جس سے کیڑے مکوڑے وغیرہ تلف ہو جاتے ہیں۔

(ج) محکمہ خوراک پنجاب صرف گندم خرید کرتا ہے۔ یہ گندم صوبہ میں شہری آبادی کی ضروریات کو پورا کرنے کی حد تک کی جاتی ہے۔ ملتان ڈویژن میں سابق سال جو گندم ملوں کو جاری کی گئی اور ضلع وار گوداموں کا گوشوارہ درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع	اجراء گندم ان میٹرک ٹن	اپریشنل گنجائش ذخیرہ کاری ان میٹرک ٹن
1۔	ملتان	144017.000	122500.000
2۔	لودھراں	29420.000	101000.000

3۔	وہاڑی	45563.000	184200.000
4۔	ساہیوال	33063.000	139200.000
5۔	پاکپتن	12867.000	150600.000
6۔	خانیوال	41355.000	160650.000
کل		306285.000	858200.000

مندرجہ بالا گوشوارہ سے ظاہر ہے کہ دستیاب گودام کئی آنے والے سالوں تک ضروریات کے لئے کافی ہیں جو گندم ضروریات سے فاضل خریدی جاتی ہے وہ ان علاقوں میں ترسیل کی جاتی ہے جہاں حکومت ضرورت محسوس کرتی ہے۔

(د) ضلع / تحصیل وار ادا کردہ کرایہ کی تفصیل درج ذیل ہے نیز یہ گودام ضلع کونسل کی ملکیت ہیں:۔

سکیم	نام ضلع	تحصیل	تعداد گودام	ادا کردہ کرایہ
2002-03	ملتان	شجاع آباد	2	64627.20
2003-04	ملتان	شجاع آباد	2	64627.20
2002-03	ملتان	ملتان	5	161568.00
2003-04	ملتان	ملتان	5	161568.00
	لودھراں	NIL		
	پاکپتن	NIL		
	خانیوال	NIL		
2002-03	وہاڑی	وہاڑی	5	296106.00
2002-03	وہاڑی	میلسی (پاسکو ایریا)	6	76713.00
2002-03	وہاڑی	بوریوالہ (پاسکو ایریا)	12	273419.00
2003-04	وہاڑی	وہاڑی	3	27273.00
2003-04	وہاڑی	میلسی (پاسکو ایریا)	6	76713.00
2003-04	وہاڑی	بوریوالہ (پاسکو ایریا)	11	142649.00
2004-05	وہاڑی	وہاڑی	3	27273.00
2004-05	وہاڑی	میلسی (پاسکو ایریا)	6	76713.00
2004-05	وہاڑی	بوریوالہ (پاسکو ایریا)	11	142649.00
2002-03	ساہیوال	چیچہ وطنی	7	888703.00
2003-04	ساہیوال	چیچہ وطنی	7	45565.00

2004-05	ساہیوال	چیچہ وطنی	7	615250.00
2002-03	ساہیوال	ساہیوال	7	236250.00
2003-04	ساہیوال	ساہیوال	4	80133.00
2004-05	ساہیوال	ساہیوال	4	134633.00

سال 05-2004 میں ملتان کے لئے گندم کی خرید اور اہداف کی تفصیل

*6994 **سید مجاہد علی شاہ:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 05-2004 میں ضلع ملتان اور تحصیل شجاع آباد کے لئے سرکاری ہدف گندم جمع کرنے کا کیا تھا کیا اس کے مطابق گندم جمع کی گئی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ب) سال 05-2004 میں محکمہ خوراک نے کتنی گندم کس نرخ پر خرید کی؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع ملتان دوران سکیم 05-2004 کا ہدف اور کل خرید کردہ گندم کی تفصیل تحصیل وار درج ذیل ہے:۔

ضلع	تحصیل	ٹارگٹ	خرید کردہ گندم
ملتان	ملتان	102000	23398.918 میٹرک ٹن
	شجاع آباد	53000	23327.199 میٹرک ٹن
	جلال پور پیر انوالہ	45000	43331.760 میٹرک ٹن
		200000	90057.877 میٹرک ٹن

ضلع ملتان دوران سکیم 05-2004 کا ہدف مکمل نہ ہو سکا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

وجوہات:۔

1۔ گندم کی خریداری کے آغاز پر بین الاضلاعی اور بین الصوبائی پابندی نہ تھی۔ تاہم گورنمنٹ نے گندم کی کم متوقع پیداوار کے پیش نظر بین الاضلاعی پابندی عائد کر دی تھی لیکن فلور ملوں اور لائسنس یافتہ پر خریداری اور ذخیرہ کاری پر پابندی نہ تھی۔ فلور ملز مالکان نے گورنمنٹ کی مقرر کردہ ریٹ سے زائد ریٹ پر گندم خرید کر ذخیرہ کی۔

2۔ ضلع ہذا میں سیڈ کارپوریشنوں کی خریداری وذخیرہ کاری۔

3۔ توقع سے کم اوسط پیداوار کا ہونا۔

4۔ سٹیٹ بنک آف پاکستان کی جانب سے گندم کی خریداری اور ذخیرہ کاری کے لئے آسان شرائط اور کم شرح مارک اپ پر غیر محدود قرضہ جات کی فراہمی۔

(ب) دوران سکیم گورنمنٹ نے سرکاری خریداری گندم ریٹ مبلغ -/350روپے فی -/40کلو گرام (مبلغ -/875روپے فی 100کلو گرام) علاوہ ازیں -/3روپے فی 100کلو گرام ڈیلیوری چارجز مقرر کئے لیکن بعد ازاں گورنمنٹ آف پنجاب نے ریٹ مبلغ 895.50روپے فی 100کلو گرام مقرر کیا۔ جس میں -/3روپے فی (100) کلو گرام ڈیلیوری چارجز اور -/7روپے فی 40کلو گرام ٹرانسپورٹیشن چارجز دیئے۔ اس طرح محکمہ خوراک ضلع ملتان نے 90057.877میٹرک ٹن گندم خرید کر ذخیرہ کی۔ محکمہ خوراک نے ملتان ڈویژن میں خریداری گندم سکیم 05-2004میں 689335.000میٹرک ٹن گندم خرید کر ذخیرہ کی۔

شیخوپورہ، قصور، اوکاڑہ، قائم شوگر ملز اور شوگر سیس کی تفصیل

*2729: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخوپورہ، قصور اور اوکاڑہ میں قائم شوگر ملز اور ان کے مالکان کے نام کیا ہیں؟

(ب) ہر شوگر مل سے سال 2004سے آج تک کتنا شوگر سیس اکٹھا ہوا ہے اور کتنا شوگر سیس کن کن شوگر ملز سے حکومت نے وصول کیا ہے اور کتنا کن کن ملوں سے وصول کرنا ہے؟

(ج) شوگر سیس فنڈ کہاں کہاں خرچ کیا جا سکتا ہے اور اس کے خرچ کی منظوری کون سی اتھارٹی دینے کی مجاز ہے؟

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران شوگر سیس فنڈ سے کس کس مل کی حدود کے اندر روڈز اور دیواریں یا دیگر ترقیاتی کام ہوئے، ان ترقیاتی کاموں کے نام اور رقم کی تفصیل نیز یہ کام کس کی اجازت سے ہوئے؟

وزیر خوراک

(الف)

ضلع	شوگر ملز	مالک کا نام
	ضلع شیخوپورہ میں کوئی شوگر ملز نہ ہے۔	
ننکانہ صاحب	حسیب وقاص شوگر ملز	میاں وقاص ریاض
	فوجی شوگر ملز سانگلہ ہل	ملز فوجی فاونڈیشن کی ملکیتی ہے۔ تاہم بریگیڈیر ریٹائرڈ محمد سرفراز خان اس وقت ملز مذکورہ کے M.D ہیں۔
3۔ قصور	برادرز شوگر ملز چونیاں	میاں محمد اسلم بشیر
	پتوکی شوگر ملز پتوکی	میاں محمد اسلم
	مکہ شوگر ملز مانگا روڈ رائیونڈ	ریاض قادر بٹ
4۔ اوکاڑہ	بابا فرید شوگر ملز فیصل آباد روڈ اوکاڑہ	سیٹھ منور علی فیکٹو
	عبداللہ شوگر ملز تحصیل دیپالپور اوکاڑہ	میاں الیاس معراج

(ب) سال 05-2004 میں شوگر کین سیس فنڈز کی تفصیل

نام شوگر ملز	تفصیل واجب الادا سیس	جمع شدہ سیس بقایا
حسیب وقاص	-/7074760	-/7074262
فوجی	-/4985654	-/4985850
برادرز	-/8939907	-/8940348
پتوکی	-/6756995	-/6756998
بابا فرید	-/5010575	-/5010575
عبداللہ	-/6249521	-/6249522

(ج) شوگر کین سیس فنڈ مندرجہ ذیل ترقیاتی امور پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔

1۔ سپیشل مرمت / توسیع سڑکات اور پل جو کہ پہلے سے سیس فنڈز سے تعمیر شدہ ہوں۔

II۔ توسیع مرمت لنک روڈ اور پلیاں وغیرہ

III۔ تعمیر نئی لنک روڈ اور پل وغیرہ

IV۔ تحفظ بناتات

V۔ ترقی و تحقیقات

(B) شوگر کین سیس فنڈز کے استعمال کو جائزاور شفاف بنانے کے لئے ضلعی شوگر کین کمیٹی DCO کی سر براہی میں موجود ہے جس میں زمینداروں اور شوگر ملز کے نمائندگان کی مشاورت سے ترقیاتی سکیمیں تیار کی جاتی ہیں اور بعد ازاں یہ کمیٹی اپنی سفارشات دفتر کین کمشنر ارسال کرتی ہے، صوبائی سطح پر پراونشل سیس کمیٹی کے اجلاس میں جس کا سربراہ کین کمشنر پنجاب ہوتا ہے، ضلعی سیس کمیٹی کی سفارشات پر غور کے بعد ان سکیموں کی حتمی منظوری دی جاتی ہے۔ منظوری کے بعد یہ سکیمیںDCO,s کی نگرانی میں سرانجام پاتی ہیں۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران کسی بھی ملز کی حدود کے اندر سیس فنڈز سے کوئی بھی ترقیاتی کام نہیں ہوا،البتہ شوگر ملز کے علاقہ جات میں ترقیاتی سکیموں کی تفصیل(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل مری و کوٹلی ستیاں کے لئے 2004 تاحال میں آٹے کی سپلائی اور گندم کی خرید کی تفصیلات

*7337راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ):کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل مری، کوٹلی ستیاں میں2004 سے آج تک کتنا آٹا فوڈ سکیم یا سستا آٹا سکیم کے تحت عوام تک پہنچایا گیا۔ آٹے کی قیمت، تقسیم کا طریق کار، یونین کونسلز وار تفصیل بیان فرمائی جائے؟

(ب) حکومت غریب عوام کو اشیائے خورد و نوش سستے داموں دینے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ دونوں تحصیلوں میں ہر سال آٹے کی کتنی طلب ہوتی ہے اور اس طلب کا کتنے فیصد حصہ سستے آٹے کی سکیم کے تحت پورا کیا جاتا ہے؟

(د) ضلع راولپنڈی میں2004 سے آج تک کتنی گندم خرید کی گئی ہے، کہاں کہاں سنٹر قائم ہوئے، گندم کی خریداری کے لئے حکومت نے کتنی رقم فراہم کی نیز گندم کے shortage کے موسم میں مری، کوٹلی ستیاں سے آٹا کی ترسیل صوبہ سرحد، آزاد کشمیر

کو روکنے کے لئے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ یہاں عوام کو آٹے کی قلت نہ ہو سکے؟

وزیر خوراک:

(الف) تحصیل مری میں 2004 سے آج تک کل 7996 تھیلہ جات (فی تھیلہ 20 کلو گرام) اور کل 78000 تھیلہ جات (فی تھیلہ 10 کلو گرام) جبکہ تحصیل کوٹلی ستیاں میں مذکورہ عرصہ میں کل 8040 تھیلہ جات (فی تھیلہ 20 کلو گرام) اور کل 81900 تھیلہ جات (فی تھیلہ 10 کلو گرام) سستا آٹا سکیم کے تحت عوام تک پہنچایا گیا۔ 20 کلو گرام وزنی تھیلے کی قیمت -/160 روپے جبکہ 10 کلو گرام وزنی تھیلے کی قیمت -/90 روپے تھی۔

طریقہ تقسیم یہ ہے کہ سستا آٹا کے کوپن حکومت پنجاب جاری کرتی ہے جو متعلقہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر بذریعہ مجاز افسران مستحق خاندان کو جاری کرتے ہیں اور انہیں آٹا مراکز فروخت سے مہیا کیا جاتا ہے۔ فروخت کی نگرانی متعلقہ مقامی حکومت کے نمائندگان کرتے ہیں۔ سستا آٹا سکیم کے تحت تحصیل مری و کوٹلی ستیاں میں سال 2004 سے آج تک یونین وار کونسل وار تفصیل تقسیم آٹا ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عوام کو سستے نرخوں پر آٹے کی فراہمی کے لئے حکومت سبسڈی فراہم کرتی ہے اور آٹے کی کم سے کم مقررہ قیمت پر مارکیٹ میں فروخت کو یقینی بناتی ہے۔ اس سلسلہ میں محکمہ خوراک اتوار بازاروں میں سستے آٹے کی فراہمی کو یقینی بناتا ہے اور مارکیٹ میں آٹے کی کمی شکایات کی صورت میں خصوصی فروخت کے انتظامات بھی کئے جاتے ہیں۔

(ج) تحصیل مری میں 176420 افراد کے لئے بحساب 124 کلو گرام فی سال کل 21876.080 میٹرک ٹن آٹا کی ضرورت ہوتی ہے۔ طلب کا 9 فیصد سستا آٹا سکیم کے تحت پورا کیا جاتا ہے۔

تحصیل کوٹلی ستیاں میں 81523 افراد کے لئے بحساب 124 کلو گرام فی سال کل 10108.852 میٹرک ٹن آٹا کی ضرورت ہوتی ہے اور تقریباً 19 فیصد ضرورت سستا سکیم کے تحت پوری کی جاتی ہے۔

(د) سال 05-2004 تا 06-2005 میں ضلع راولپنڈی میں 1011.300 میٹرک ٹن

بعوض90,27,876.50روپے اور1492.447 میٹرک ٹن بعوض-/14969227
روپے خرید کی گئی ہے۔ جس کے لئے حسب ذیل مراکز خریداری قائم کئے گئے:۔

نام سنٹر	سال سکیم	خرید کردہ گندم (میٹرک ٹن)	ادا کردہ رقم
بتزراولپنڈی	2004-05	308.400	2745762.50
گوجر خان	---	202.900	1813014
ٹیکسلاI	---	250.000	2230350
اسلام آبادII	---	250.000	2238750
میزان	---	1011.300	9027876.50
اسلام آبادII	2005-06	872.100	8747163
گوجر خان	---	336.847	3378559
ٹیکسلا	---	283.500	2843505
میزان	---	1492.447	14969227

اوپن پالیسی کے تحت دوسرے صوبوں میں آٹا بھجوانے پر پابندی ہے اور نہ ہی متذکرہ عرصہ میں قلت کی شکایت موصول ہوئی ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں تعینات فوڈ انسپکٹرز اور ان کی عرصہ تعیناتی کی تفصیلات

7422: چودھری انصر اقبال بریار: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں اس وقت جو فوڈ انسپکٹر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) فوڈ انسپکٹر ایک ضلع میں زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ تعینات رہ سکتا ہے، اس وقت ضلع میں کتنے فوڈ انسپکٹرز اپنا عرصہ تعیناتی پورا کر چکے ہیں اور ان کو وہاں سے ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) جز(الف) کے جواب کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فوڈ گرین انسپکٹر کے ایک ضلع میں عرصہ تعیناتی پر کوئی پابندی عائد نہ ہے۔ البتہ ایک سنٹر

پر تین سال سے زائد تعینات نہ رہ سکتا ہے اور اس وقت کسی بھی فوڈ گرین انسپکٹر کا ضلع میں کسی بھی سنٹر پر عرصہ تعیناتی تین سال سے زائد نہ ہے۔اس لئے ٹرانسفر کرنے کی کوئی وجہ نہ ہے۔

پی پی-70 فیصل آباد میں جون2002تا نومبر2005تک مستحقین کی بیت المال سے مالی امداد کی تفصیلات

*7483 رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر بیت المال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد شہر کے علاقہ حلقہ پی پی-70 میں جون2002سے نومبر2005تک جن بے سہارا، غریب خواتین کی مالی امداد از بیت المال اور جن بچیوں کی امداد بسلسلہ جہیز فنڈ کی گئی، ان کے مکمل کوائف ایوان میں رکھے جائیں اور متذکرہ ہر دو صورتوں میں جن کی استدعا مالی امداد مسترد کی گئی اور مسترد کئے جانے کی وجوہات کی مکمل تفصیل کوائف ایوان میں پیش کئے جائیں؟

(ب) جون2002تا نومبر2005 فیصل آباد شہر میں کل کتنے افراد کو کل کتنی رقم بسلسلہ مالی امداد ہر قسم، جہیز فنڈ تقسیم کی گئی تفصل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر بیت المال:

(الف) فیصل آباد شہر کے علاقہ حلقہ پی پی-70 میں جون2002 سے نومبر2005 تک جن بے سہارا، غریب خواتین کی مالی امداد از بیت المال اور جن بچیوں کی امداد بسلسلہ جہیز فنڈ کی گئی ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

علاوہ ازیں ہر دو صورتوں میں جن کی استدعا مالی امداد مسترد کی گئی ان کی تفصیل مسترد کئے جانے کی وجوہات کے ساتھ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جون2002تا نومبر2005از بیت المال فیصل آباد شہر میں کل958افراد کی مبلغ -/45,52,755روپے مالی امداد کی گئی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں محکمہ خوراک کے سٹاف، شکایات اور کارروائی کی تفصیل

*7503: سردار پرویز حسن نکئی: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع قصور میں محکمہ خوراک کے تحت کتنا عملہ کہاں کہاں کام کر رہا ہے، ان کے نام، پتاجات، تعلیمی قابلیت اور عرصہ تعیناتی کیا ہے؟

(ب) گزشتہ تین سالوں سے لے کر آج تک کتنے ملازمین کے خلاف شکایات کرپشن اور اختیارات کے غلط استعمال بارے پائی گئیں، ان کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیلات مہیا کی جائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب)

نمبر شمار	نام اہلکار	جس کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی
.1	(1) سلیم احمد عرشی ولد مختار احمد عرشی، فوڈ گریننز انسپکٹر (حال معطل)	1۔ اہلکار نے سکیم 01-2000 میں سرکاری گودام اور گنجیوں میں گندم کا ذخیرہ کیا۔ دسمبر 2001 میں ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر قصور نے سنٹر کا دورہ کیا اور دوران انسپکشن 131.100 ٹن گندم کم نکلی۔ جس میں کچھ رقم گندم لے کر اہلکار نے سرکاری گودام میں جمع کروا دی جبکہ -/10,40,649 روپے نقصان بقایا ہے جس پر اہلکار کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی اور پولیس میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ اس اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی ریموول فرام سروس آرڈیننس 2000 کے تحت بھی کی جارہی ہے۔ 2۔ معطلی پر جب اہلکار کو چارج دینے کے لئے کہا گیا تو اس نے پہلے تولیت ولعل سے کام لیا اور جب چارج دیا گیا تو 103 ترپال 560+1176 بوری خالی کم تھیں جس پر اس کے خلاف پولیس میں مقدمہ درج کروایا گیا۔ اب کیس انٹی کرپشن عدالت میں زیر سماعت ہے اور اہلکار قصور جیل میں ہے۔
-2	محمد اصغر شاہین ولد چراغ دین و عبدالغفور فوڈ گریننز سپروائزر (حال معطل)	2۔ سال 02-2001 میں چونیاں سنٹر پر محمد سعید AFC (مرحوم) محمد اصغر شاہین اور عبدالقعور فوڈ گریننز سپروائزر تعینات تھے۔ جنہوں نے کل 15211.500 ٹن گندم ذخیرہ کی۔ حتمی نکاس پر 193.050 ٹن گندم کم نکلی۔ جس میں سے محمد سعید نے -/249000 روپے اور اصغر شاہین نے -/150000 روپے سرکاری کھاتہ میں جمع کروادیئے جبکہ عبدالغفور نے کوئی رقم جمع نہ کروائی۔ انٹی کرپشن میں دفتر کی گزارش پر مقدمہ درج کروایا گیا جس میں تینوں اہلکاران کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے۔ محمد سعید فوت ہو چکا ہے جبکہ دیگر دونوں اہلکاران ضمانت پر ہیں۔ محکمانہ کارروائی ریموول فرام سروس آرڈیننس 2000 کے تحت بھی جاری ہے۔ اس کی انکوائری ڈپٹی ڈائریکٹر ایڈمن فوڈ ڈائریکٹریٹ پنجاب کر رہے ہیں۔

دوسرے صوبوں اور بیرون ملک گندم کی برآمد کی تفصیلات

*7564 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے صوبہ بلوچستان اور صوبہ سرحد کو سال 04-2003 میں سرکاری طوری پر گندم سپلائی کی تھی، اگر ہاں تو اس کی مقدار اور ریٹ بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو گندم برآمد کرنے کے لئے فراہم کی ہے اگر ہاں تو کتنی، کس ریٹ پر اور کن ممالک کو تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کی طرف سے سرکاری طور پر صرف صوبہ بلوچستان کو9025 میٹرک ٹن گندم سکیم 04-2003 میں بحساب-/10250روپے فی میٹرک ٹن فراہم کی گئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ خوراک پنجاب نے وفاقی حکومت کو بیرون ممالک برآمد کرنے کے لئے گندم فراہم نہ کی۔

سال05-2003 باردانہ کی خرید کی تفصیلات

*7565 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے سال04-2003 اور05-2004 کے لئے باردانہ خریدا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو ان سالوں میں کتنی مالیت کا کتنا باردانہ خریدا گیا، کن کن پارٹیوں/فرموس سے اور کس ریٹ پر، تفصیل بیان کی جائے؟

(ج) کیا خرید کئے گئے باردانہ کی کوالٹی صحیح تھی اگر ہاں تو اسے چیک کرنے کا کیا اصول اپنایا گیا تھا؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ خوراک نے سال04-2003اور05-2004 کے لئے باردانہ خریدا تھا۔

(ب)

خریداری باردانہ سال	خرید کردہ باردانہ کی مقدار گانٹھوں میں	کل مالیت	ریٹ	نام پارٹی/فرم
2003-04	88,050جیوٹ گانٹھ (فی گانٹھ300بوری)	1,32,07,50,000/- روپے	50/-روپے	میسرز یونائٹڈ، تھل مدینہ، سرگودھا، وائٹ پرل، پایئنر، حبیب سہیل، کریسنٹ وامین فیبرکس جیوٹ ملز
2004-05	25,000جیوٹ گانٹھ	37,50,00,000/- روپے	50/-روپے	میسرز یونائیٹڈ، مدینہ، سرگودھا، وائٹ پرل، پائنیر، حبیب سہیل، کریسنٹ، امین فیبرکس، علی پورواِنڈس جیوٹ ملز
2004-05	15,000پی پی گانٹھ	18,37,50,000/- روپے	12.25/-روپے فی تھیلہ	میسرز لاہور پولی، پولی پیک، عارفین انڈسٹری، سائٹران ومیانی پولی، پی پی انڈسٹری

(ج) خرید کردہ باردانہ کی کوالٹی صحیح تھی محکمہ خوراک پنجاب ایک منظم طریق کار کے تحت باردانہ کی خرید کرتاہے۔ محکمہ خوراک نے سینئر ٹیکنیکل آفیسر مقرر کیا ہوا ہے جو خریدے جانے والے باردانہ کی کوالٹی کو چیک کرنے کے لئے ٹیکنیکل آفیسر نامزد کرتا ہے اور حکومت کے مقرر کردہ معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے معائنہ کرتا ہے۔ باردانہ خریدے جانے سے بیشتر اس کی کوالٹی زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، پی سی ایس آئی آر، سنٹرل ٹیسٹنگ لیبارٹری، آرمی سٹور انسپکشن ڈپو اور نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد کی لیبارٹریوں سے بھی چیک کروائی جاتی ہے۔ معیاری ہونے کی صورت میں باردانہ خرید کیا جاتا ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں 04-2002تک شوگر سیس کی وصولی واخراجات کی تفصیلات

*7567 محترمہ طلعت یعقوب: کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شوگر سیس کی مد میں سال 03-2002اور 04-2003میں کتنی رقم وصول ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سیس میں سے ضلع کے منصوبوں کی بابت تجاویز اور ان کی منظوری کا اختیار ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی کو ہے، اگر ہاں تو منظور کئے گئے، منصوبوں کے نام مع ان کے لئے تجویز کردہ رقم کیا ہے، نیز مذکورہ کمیٹی میں شامل شوگر ملز اور کاشتکاران کے نام کیا ہیں، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شوگر سیس فنڈ کی مد میں جمع شدہ رقم کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	(رقم)روپے
2002-2003	4,82,455/-
2003-2004	1,92,810/-
2004-2005	39,881/-
میزان	7,15,146/-

(ب) یہ درست ہے کہ شوگر سیس فنڈ سے ضلع کے منصوبوں کی منظوری کا اختیار ڈسٹرکٹ شوگر کین سیس کمیٹی کو ہے جس کا سر براہ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ہے۔ مذکورہ کمیٹی نے سال 2004-05 میں دو منصوبوں کی سفارش ارسال کی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام منصوبہ	لاگت
1۔	بحالی سڑک از نت کلاں تا ابن والی براستہ جلال چوک تحصیل و ضلع وزیرآباد	1.408 ملین روپے
2۔	بحالی سڑک از راہ والی تا اسد اللہ خان براستہ تلونڈی کھجور والی، تھتھہ داد چندر کی تحصیل و ضلع گوجرانوالہ	2.672 ملین روپے

ان سکیموں کی مابعد منظوری صوبائی شوگر کین سیس کمیٹی نے دی ہے۔ ضلعی سیس کمیٹی گوجرانوالہ میں شامل شوگر ملز اور کاشتکاران کے نمائندوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

1۔	کرنل انور عالم (ریٹائرڈ) ڈپٹی جنرل منیجر،	پھالیہ شوگر ملز
2۔	محمد اصغر خان، ڈپٹی جنرل منیجر (کین)،	۔ایضا۔
3۔	چودھری طالب حسین ولد مہر الہی ساکن گاؤں وریال تحصیل وزیرآباد	نمائندہ کاشتکاران
4۔	ذوالفقار احمد چٹھہ ولد نذیر محمد ساکن پنڈوری کلاں تحصیل وزیرآباد	۔ایضا۔

اضلاع لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں گندم کی خورد بُرد کی تفصیل

*7568 محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں گندم سٹور کرنے کے لئے محکمہ

خوراک کے گودام ہیں، اگر ہاں تو ان کی کتنی کتنی گنجائش ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خوراک کا عملہ گندم کی خُورد بُرد میں ملوث رہتا ہے، اگر ہاں تو لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں سال2002تا2004 کتنی گندم خُورد بُرد کی گئی اور ان میں ملوث عملہ کے نام کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اضلاع میں گندم سٹور کرنے کے لئے گوداموں کی تعداد ضرورت کے مطابق نہ ہے، اگر ہاں تو کیا حکومت نئے گودام تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟

وزیر خوراک:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ اضلاع لاہور، شیخوپورہ اور قصور میں محکمہ خوراک کے گندم سٹور کرنے کے لئے گودام ہیں اور ان کی کل گنجائش مندرجہ ذیل ہے۔

ضلع	تعداد	گودام گنجائش
لاہور	77	108023 میٹرک ٹن
شیخوپورہ	133	151500 میٹرک ٹن
قصور	51	52500 میٹرک ٹن
میزان	261	312023 میٹرک ٹن

(ب) ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں 04–2002 تک کوئی گندم خُورد بُرد نہ ہوئی ہے صرف ضلع قصور میں چونیاں سنٹر 02–2001 میں مندرجہ ذیل اہلکاران گندم خُورد بُرد کرنے میں ملوث پائے گئے۔

1۔ محمد سعید (AFC) مرحوم

2۔ محمد اصغر شاہین FGS (حال معطل)

3۔ عبدالغفور FGS (حال معطل)

ان تین اہلکاران نے 193.050 میٹرک ٹن گندم خُورد بُرد کر لی ان کے خلاف بشمول DFC محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے جبکہ ان کے خلاف انٹی کرپشن میں بھی کارروائی جاری ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ مذکورہ اضلاع میں گوداموں کی تعداد ضرورت کے مطابق نہ ہے۔

مطلوبہ ضرورت تعداد گودام کے ضمن میں منصوبہ بندی جاری ہے۔

دیگر صوبوں کو 04-2003 تک گندم /آٹے کی غیر قانونی سپلائی کی تفصیل

*7571 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب سے صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کو گندم اور آٹا غیر قانونی طور پر سپلائی کیا جاتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو سال 2003 اور 2004 میں غیر قانونی طور پر سپلائی کرتے وقت پکڑے جانے والی گندم /آٹے کی مقدار، سپلائرز کے نام اور غیر قانونی ترسیل میں استعمال ہونے والے ذرائع کی تفصیل کیا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) دوسرے صوبہ جات کی ضرورت پوری کرنے کے لئے محکمہ خوراک سرکاری طور پر گندم فراہم کرتا ہے لیکن چند عناصر غیر قانونی طور پر دوسرے صوبوں کو گندم /گندم کی مصنوعات ترسیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جن کے خلاف محکمہ قانونی کارروائی عمل میں لاتا ہے چونکہ سال 04-2003 میں دوسرے صوبوں کو گندم مہیا کرنے پر پابندی تھی۔ لہذا جن لوگوں نے غیر قانونی طور پر گندم دوسرے صوبوں کو لے جانے کی کوشش کی۔ان کے خلاف حسب ضابطہ قانونی کارروائی عمل میں لائی گئی۔

(ب) جیسا کہ پیرا (الف) میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ صوبہ پنجاب سے غیر قانونی گندم کی ترسیل کی مذکورہ عرصہ میں حوصلہ شکنی کی جاتی رہی ہے اور جن عناصر نے اس سلسلہ میں کوشش کی ان کے خلاف مقدمات درج کرائے گئے مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ / حافظ آباد میں شوگر سیس کی رقم اور استعمال کی تفصیل

*7608 چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں شوگر سیس کی مد میں کتنی

رقم کس کس شوگر مل سے وصول ہوئی؟

(ب) اس عرصہ کے دوران یہ رقم جن ترقیاتی منصوبوں پر خرچ ہوئی، ان کے نام، تخمینہ لاگت اور مدت تکمیل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یہ منصوبے جن اتھارٹیز کی سفارشات پر شروع کئے گئے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس وقت ان اضلاع میں کتنی رقم شوگر سیس کی مد میں کس کس اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) اضلاع گوجرانوالہ اور حافظ آباد میں کوئی شوگر ملز نہ ہے۔ تاہم دیگر اضلاع کی شوگر ملز کی جانب سے اس مد میں جمع کردہ رقوم میں سے ضلع گوجرانوالہ اور حافظ آباد کو خرید کردہ گنا کے تناسب سے جاری کردہ سیس کی تفصیل تحریر ذیل ہے۔

ضلع	شوگر ملز	رقم (روپے)
گوجرانوالہ	پھالیہ	39881/-
حافظ آباد	فوجی	316794/-
	ہنزہ	153815/-
	نیشنل	27333/-
	پھالیہ	161784/-
	یوسف	10600/-
	میزان	670326/-

(ب) تاحال مذکورہ رقم کسی ترقیاتی منصوبہ پر خرچ نہ ہوئی ہے کیونکہ ابھی تک کوئی ترقیاتی سکیم ان اضلاع کی کمیٹیوں نے ارسال نہ کی ہے۔ ترقیاتی منصوبے ضلعی سیس کمیٹی جس کے سربراہ ڈی سی او صاحبان ہوتے ہیں۔ زمینداروں اور ملز کی نشاندہی پر اپنے اجلاس میں زیر غور لانے کے بعد موزونیت کی بنیاد پر سفارش کرتی ہے۔ مابعد صوبائی کمیٹی جس کا سربراہ کین کمشنر ہوتا ہے۔ اجلاس میں ان سکیموں کی حتمی منظوری دیتا ہے۔

(ج) مذکورہ بالا جواب کی حسب تحریر بالا ابھی تک کوئی ترقیاتی سکیم شروع نہ کی گئی ہے۔

(د) شوگر سیس کی رقم بذریعہ فنانس ڈیپارٹمنٹ متعلقہ ضلع کے ڈی سی او کے P.I.A میں

ٹرانسفر ہوتی ہے۔ گوجرانوالہ اور حافظ آباد کی تفصیل یوں ہے۔

1۔ گوجرانوالہ -/629823روپے

2۔ حافظ آباد -/3588000روپے

چینی کی قیمت میں اضافے کا جواز

*7622 **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر خوراک از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 9۔دسمبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت لاہور میں سو کلو چینی کی بوری میں -/80روپے اضافہ کر دیا گیا اور اس کی قیمت -/2870روپے سے بڑھ کر -/2950روپے تک پہنچ گئی؟

(ب) اگر اس اضافہ کی اجازت حکومت سے لی گئی تو جس اتھارٹی نے اجازت دی، اس کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) یکم اکتوبر 2005 کو سو کلو چینی کی بوری کی قیمت کتنی تھی اور اس کے بعد سے آج تک اس کی قیمت میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) چینی کی قیمت حکومت کی جانب سے مقرر کردہ نہ ہے بلکہ اس کے تصرف اور سپلائی کے پیش نظر قیمت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ ماہ شوگر ملوں اور کاشتکاروں کے درمیان قیمت گنا کے اختلاف کی وجہ سے چند ملوں نے کرشنگ بند کر دی تھی جس کی وجہ سے چینی کی قیمت میں اضافہ ہوا۔ اب چونکہ تمام ملیں گنا کی کرشنگ کر رہی ہیں اس لئے چینی کی قیمت میں استحکام ہے۔

(ب) حسب تحریر بالا چینی کی قیمت کھلی مارکیٹ میں اس کی طلب و رسد کی بنیاد پر مقرر ہوتی ہے۔ تاہم چینی اور دیگر اشیاء خُورد کی قیمتوں اور رسد میں استحکام برقرار رکھنے کے لئے ضلعی پرائس کنٹرول کمیٹیاں متعلقہ DCO صاحبان کی سربراہی میں کام کر رہی ہیں جو ناجائز منافع خوری کی صورت میں کارروائی عمل میں لاتی ہیں۔

(ج) یکم اکتوبر 2005 کو سو کلو چینی کی بوری کا ایکس مل ریٹ -/2790روپے تھا جو اب -/

2765تا-/3040روپے فی سو کلو گرام ہے۔

2002تا2005رحیم یار خان کے لئے بیت المال سے جاری فنڈز کی تفصیل

*7708میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیاوزیر بیت المال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) جنوری2002سے نومبر2005تک ضلعی بیت المال کمیٹی رحیم یار خان کے ذریعے بیت المال فنڈ سے مالی امداد / قرضہ بلاسود کتنے ہنرمند افراد کو کن شرائط پر تحصیل خانپور ضلع رحیم یار خان میں کتنی مالیت تک دیا گیا ہے۔ تفصیل ہر تحصیل بیان کی جائے، ان کے نام اور ایڈریس کیا ہیں؟

(ب) کتنے لوگوں کو یکمشت مالی امداد دی گئی ان کے نام اور ایڈریس کیا ہیں۔ کتنے طالب علموں کو تعلیمی وظائف دیئے گئے ان کے نام اور مکمل ایڈریس کیا ہیں؟

(ج) کتنی بچیوں کی شادی پر امداد دی گئی ان کے نام اور ایڈریس بیان فرمائیں، کتنے لوگوں (غریب) کو علاج معالجہ کے لئے امداد دی گئی ان کے نام اور ایڈریس بیان فرمائیں؟

وزیر بیت المال:

(الف) جنوری2002سے نومبر2005تک ضلعی بیت المال کمیٹی کے فنڈ سے تحصیل خان پور سے تین افراد کو مبلغ-/65ہزار روپے قرض بلاسود کی مد میں فراہم کئے گئے، جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کل1283افراد کو مالی امداد اور426طالب علموں کو وظائف دیئے گئے۔ جس کی میٹنگ اور تحصیل وار تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کل396بچیوں کو شادی کے لئے اور40افراد کو علاج و معالجہ کے لئے امداد دی گئی جس کی میٹنگ اور تحصیل وار تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

رحیم یار خان میں محکمہ خوراک کے سٹاف، ڈیفالٹرز اور تبادلہ جات کی تفصیلات

*7709میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیاوزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ضلع رحیم یار خان میں کتنے فوڈ انسپکٹرز، فوڈ سپروائزر اور اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولر فرائض

سرانجام دے رہے ہیں نیز سرکاری بقایاجات کن کن کے ذمہ واجب الادا ہیں اور کن کن کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جارہی ہے؟

(ب) سال 2001 تا 2005 کتنی گندم اور کتنا باردانہ damage ظاہر کیا گیا نیز D.F.C اور DY D.F.C کو damage باردانہ اور گندم write off کرنے کے کیا اختیارات ہیں اب تک محکمہ نے کتنے فوڈ انسپکٹرز اور A.F.C سپروائزر کی گندم قدرتی آفات و بارش کی بنا پر write off کی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر رحیم یار خان نے سال 04-2003 اور سال 05-2004 میں کتنے ڈیفالٹر فوڈ انسپکٹر، سپروائزر اور A.F.C کی پوسٹنگ فوڈ سنٹرز میں کی ہے، جب ڈیفالٹر فوڈ انسپکٹرز، سپروائزر، A.F.C کی پوسٹنگ کی گئی تو محکمہ خوراک کے باقی ملازمین جو ڈیفالٹرز ہیں کی پوسٹنگ غلہ گودام سنٹرز اور فلنگ سنٹرز پر نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں؟

(د) 2005 میں کل کتنے ایسے فوڈ انسپکٹرز و سپروائزر ہیں جن کی posting ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر نے نہ کی، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ہ) مورخہ 30۔اگست 2005 کو ایک روزنامہ میں D.F.O رحیم یار خان فاروق علوی کی کرپشن اور محکمانہ بے ضابطگیوں کے بارے میں شائع ہونے والی خبر پر محکمہ خوراک نے اب تک کیا action لیا آیا ان کو معطل کر کے ان کے خلاف کوئی انکوائری زیر عمل ہے، اگر ہاں تو مکمل تفصیل، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع رحیم یار خان میں فوڈ انسپکٹر 4 فوڈ گرین سپروائزر اور 5۔اسسٹنٹ فوڈ کنٹرولرز فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ان میں سے درج ذیل اہلکاران کے ذمہ سرکاری بقایاجات واجب الادا ہیں۔

نمبر شمار	نام اہلکار	کل واجب الادا	وصول شدہ	بقایا
1	ضمیر اشرف مزاری AFC	471899/-	125700/-	346199/-
2	ملک محمد ساجد AFC	88400/-	23224/-	65176/-
3	رفعت انجم درانی FGI	918720/-	177820/-	740900/-
4	ملک خالد محمود FGI	90122/-	41822/-	48300/-
5	ملک اظہر کوریجہ FGI	934079/-	2500/-	931579/-
6	محمد انور FGI	27620/-	2700/-	24920/-
7	غلام مصطفی بخاری FGi	83125/-	3900/-	79225/-

میزان -/2613965 -/377666 -/2236299

مندرجہ بالا تمام اہلکاران کے خلافPRSO,2000کے تحت تادیبی کارروائی زیر تکمیل ہے علاوہ ازیں ان تمام کی تنخواہ سے باقاعدہ کٹوتی بھی کی جارہی ہے۔

(ب) سال2001تا سال2005ضلع رحیم یار خان میں کسی بھی سنٹر پر گندم damage/ ناکارہ نہ ہوئی ہے۔البتہ دوران سال02-2001 پی آر سنٹر جمال دین والی پر 307.602 میٹرک ٹن گندم مالیتی -/2962699روپے کی گوداموں میں کمی واقع ہوئی متعلقہ اہلکار مسمی ضمیر اشرف مزاریAFCپر بغیر کسی رعایت کے تمام رقوم کی recovery عائد کی گئی،اس میں سے اب تک -/2616500روپے رومول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کرادیئے گئے ہیں۔بقایا-/346199روپے کے سلسلہ میں تادیبی کارروائی چل رہی ہے۔ جہاں تک باردانہ کے ہونے کا تعلق ہے تو سال2001 تا 2005ماسوائے پی آر سنٹر جمال دین والی سال02-2001تعداد بوری1857کے کوئی باردانہdamageظاہر نہیں کیا گیا۔ بعد از انکوائری1300بوریوں کی recovery مبلغ-/65000روپے اہلکار پر عائد کی گئی جو بعد ازاں وصول کر کے خزانہ سرکار میں جمع کرا دی گئی۔ بقیہ557 بوریوں کے ناکارہ پن کو درست تسلیم کرتے ہوئے ڈپٹی ڈائریکٹر فوڈ بہاولپور نے ان کی نیلامی کی حسب قواعد و ضوابط اجازت دی۔ DFC/AFCکو گندم یا باردانہ کو write off کرنے کے کوئی اختیارات نہ ہیں۔

(ج) محکمانہ پالیسی کے مطابق ایسے اہلکاران جن کے ذمے واجب الادا رقم ایک لاکھ یا ایک لاکھ سے زائد ہو وہ کسی بھی سنٹر پر تعیناتی کے اہل نہ ہوتے ہیں۔چنانچہ04-2003اور سال 05-2004کے دوران کسی بھی ایسے اہلکار/ڈیفالٹر کو کسی سنٹر پر تعینات نہ کیا گیا ہے۔ ایسے اہلکاران کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اہلکار
1۔	ضمیر اشرف مزاری AFC
2۔	رفعت انجم درانی FGI
3۔	عبدالباسط FGS

مراکز پر تعیناتی کے وقت صرف اور صرف محکمانہ قواعد وضوابط کو مدنظر رکھا گیا اور کسی

بھی اہلکار کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک نہ کیا گیا۔

(د) سال2005 میں مختلف مراکز پر تعینات کئے گئے اہلکاران کی تعداد حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام اہلکاران	تعداد
1۔	اسسٹنٹ فوڈکنٹرولر	4
2۔	فوڈگرین انسپکٹر	22
3۔	فوڈگرین سپروائزر	2

چونکہ مذکورہ بالااہلکاران محکمانہ پالیسی کے مطابق مراکز پر تعینات کئے جانے کے اہل تھے چنانچہ ڈسٹرکٹ فوڈکنٹرولر نے انہیں مختلف مراکز پر تعینات کر دیا۔

(ہ) مورخہ 30۔اگست2005 کو ڈسٹرکٹ فوڈکنٹرولر عمر فاروق علوی کے خلاف اخبار میں جو خبر شائع ہوئی اس پر مسمی عمر فاروق علوی، سابق ڈی ایف سی رحیم یار خان کے خلاف انکوائری رپورٹ مکمل کر کے ڈائریکٹر فوڈ پنجاب اور نائب ناظم خوراک (انتظامیہ) کی جانب سے مورخہ 2005-10-15 کو ایڈمنسٹریٹو ڈیپارٹمنٹ کو ترسیل کی جاچکی ہے، نیز سیکرٹری فوڈ نے مسمی عمر فاروق علوی مذکورہ کو محکمہ خوراک ہذا سے فارغ کر کے واپس S&GAD بھیج دیا ہے اور اس کے خلاف محکمانہ انضباطی کارروائی عمل میں لانے کی سفارش کی ہے۔ جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع قصور میں شوگر ملز کی تعداد اور کسانوں کے بقایاجات کی تفصیل

*7729 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں قائم شوگر ملز کی تعداد اور نام بتائیں؟

(ب) اس وقت مذکورہ شوگر ملوں کے ذمہ کتنی رقم کسانوں کی واجب الادا ہے؟

(ج) شوگر ملوں کی انتظامیہ کسانوں کے بقایاجات کب تک ادا کر دے گی، تاریخ سے آگاہ کریں؟

(د) کیا ان شوگر ملز کی انتظامیہ کسانوں کو گنا کی پیداوار بڑھانے کے لئے کوئی سہولت فراہم کرتی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع قصور میں اس وقت تین شوگر ملز کام کر رہی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ برادر شوگر ملز ٹھینگ موڑ چونیاں روڈ چونیاں

2۔ پتوکی شوگر ملز ملتان روڈ پتوکی

3۔ مکہ شوگر ملز چک 65 مانگا روڈ قصور

(ب) مورخہ 31-1-06 تک کی صورت حال درج ذیل ہے۔

برادرز شوگر ملز نے کل رقم مبلغ -/29,91,82,086 روپے میں سے مبلغ -/29,20,30,708 روپے 97.61 فیصد کسانوں کو بطور قیمت گنا ادا کر دیئے ہیں۔

2۔ پتوکی شوگر ملز نے مبلغ -/19,76,86,447 روپے میں سے مبلغ -/16,64,85,949 روپے 84.22 فیصد قیمت خرید گنا کسانوں کو ادا کر دیئے ہیں۔

3۔ مکہ شوگر ملز نے مبلغ -/6,95,18,647 روپے میں سے مبلغ -/66738932 روپے 96 فیصد ادا کر دیئے ہیں۔

(ج) جیسا کہ مذکورہ بالا اعداد سے عیاں ہے کہ قیمت گنا کی ادائیگی ملیں بروقت کر رہی ہیں تاہم بقایا قواعد کے مطابق ملیں کسانوں کو قیمت 15 یوم کے اندر ادا کرنے کی پابند ہیں بصورت دیگر 11 فیصد سالانہ مارک اپ کے ساتھ ادائیگی کی پابند ہیں۔

(د) ملیں انفرادی طور پر کسانوں سے گنے کی خرید کے معاہدے کرتی ہیں اور انہیں کھاد بیج کی خرید کے لئے ایڈوانس رقم یا قرضے کی سہولت فراہم کرتی ہیں۔

ضلع اوکاڑہ میں رعائتی قیمت پر آٹے کی سپلائی اور گندم کی خرید کے ہدف کی تفصیلات

*7730 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر خوراک ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2005 میں اوکاڑہ اور تحصیل دیپالپور میں محکمہ خوراک نے کتنا آٹا رعائتی قیمت پر سپلائی کیا؟

(ب) اوکاڑہ ضلع میں گندم کے سیزن 2005 میں گندم خرید کرنے کا حکومت کا کیا پروگرام تھا، کیا ہدف پورا کیا گیا؟

(ج) ضلع ہذا میں گندم کی خرید کے لئے کس کس جگہ پر سنٹر قائم کئے گئے؟

(د) اوکاڑہ میں 2005 میں گندم کو سٹور کرنے کے لئے کتنے سرکاری اور کتنے پرائیویٹ

گودام لئے گئے ہیں۔ الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) 2005 کے دوران ضلع اوکاڑہ میں 2,13,670 تھیلے سستا آٹا فروخت کئے گئے تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام تحصیل	رمضان پیکج	سستا آٹا	کل تھیلہ
اوکاڑہ	30503	102978	133481
دیپالپور	12406	48084	60490
رینالہ خورد	820	18879	19699
کل میزان	43729	169941	213670

(ب) ضلع اوکاڑہ میں گندم کے سیزن 2005 کے دوران محکمہ خوراک حکومت پنجاب نے گندم خرید کرنے کا ہدف دو لاکھ میٹرک ٹن مقرر کیا۔ جس میں سے 83527.200 میٹرک ٹن گندم خرید ہوئی یوں مقرر کردہ ہدف پورا نہ ہو سکا یہ گندم خرید مقرر کردہ ہدف کا 41.76 فیصد بنتا ہے۔

(ج) گندم خرید کے لئے ضلع ہذا میں درج ذیل جگہوں پر سنٹرز قائم کئے گئے۔

نمبر شمار	قائم کردہ سنٹر	نمبر شمار	قائم کردہ سنٹر	نمبر شمار	قائم کردہ سنٹر
1	شیر گڑھ	2	شیر گڑھ	3	دیپالپور
4	بصیر پور	5	حویلی لکھا	6	ہیڈ سلیمانکی
7	شاہد	8	روحیلہ تیجے کا	9	چورستہ میاں خان
10	دھرمہ	11	بونگہ صالح	12	جموں وچھل
13	سکھ پور	14	پپلی پہاڑ	15	حجرہ شاہ مقیم
16	راجووال	17	ڈھلیانہ	18	40/D
19	جسوکی	20	منڈی احمد آباد	21	رینالہ خورد
22	اختر آباد				

(د) ضلع اوکاڑہ سیزن 2005 کے دوران 31 سرکاری گودام استعمال کئے گئے ہیں۔ پرائیویٹ کوئی گودام حاصل نہ کیا گیا ہے جبکہ عارضی مراکز ہیڈ سلیمانکی، جسوکی، حجرہ شاہ مقیم، شاہد، روحیلہ تیجے کا، راجووال، منڈی احمد آباد، پپلی پہاڑ، سکھ پور، چورستہ میاں خان اور بونگہ صالح پر خرید کردہ گندم کو ذخیرہ کرنے کے لئے اوپن جگہ کرایہ پر حاصل کی

گئی۔

پوائنٹ آف آرڈر
فہرست سوالات میں ایک سے زیادہ محکمہ جات کے سوالات کو باری باری take up کرنا

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آج دو محکمہ جات خوراک اور بیت المال کے سوالات تھے تو جس دن دو محکموں سے متعلق سوالات ہوں تو اس دن یا تو پھر دونوں کا turn by turn ایک ایک سوال لینا چاہئے کیونکہ اب بیت المال سے متعلق ایک سوال بھی take up نہیں ہو سکا۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ کی یہ بات صحیح ہے۔اس معاملے میں اگر Rules of Procedure میں تبدیلی آ جائے تو ہو سکتا ہے۔ ہم تو رولز کے مطابق ہی جو سوال پہلے آتا ہے اس کو لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب answer sheet تیار ہوتی ہے تو سیکرٹریٹ کو کوئی بار نہیں ہے کہ وہ اس طرح کر لے کہ اگر دو محکموں کے سوالات آنے ہیں تو پہلے ایک ڈیپارٹمنٹ کا سوال لے لیا جائے پھر دوسرے ڈیپارٹمنٹ کا سوال لے لیا جائے اس میں رولز کسی قسم کی کوئی قدغن نہیں لگاتے۔ یہ purely and simply سیکرٹریٹ کا معاملہ ہے اس میں میرے خیال میں صرف آپ کی direction ہی کافی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مقصد تو یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے زیادہ سے زیادہ سوالات آئیں اس میں آپ کی صوابدید ہے آپ جیسے مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ رانا صاحب کا خیال ہے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ان کا خیال یہ ہے کہ اگر دو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات ہوتے ہیں تو پھر پہلے ایک ڈیپارٹمنٹ سے سوال لیا جائے پھر دوسرا سوال دوسرے ڈیپارٹمنٹ سے لیا جائے تو یہ آپ کی صوابدید ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کوئی امر مانع تو نہیں ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں۔ جناب سپیکر! جیسے آپ مناسب سمجھیں کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے آئندہ اس چیز کا خیال رکھا جائے کہ اگر دو ڈیپارٹمنٹ کے سوالات آئیں تو دونوں کو ایڈجسٹ کر لیا کریں۔

لاہور میں تشدد کے واقعات میں گرفتار کئے گئے بے گناہ افراد کی رہائی کا مطالبہ

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے محترم لاء منسٹر کی توجہ چاہوں گا کہ آج سے تقریباً پانچ روز قبل جب پہلے دن اجلاس ہوا تھا تو اس دن وزیر اعلیٰ پنجاب نے on the floor of the House میرے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ بات کی تھی اور یہ assurance دی تھی کہ یہاں پر جو violence کے واقعات ہوئے ان میں اگر ایک بھی آدمی بے گناہ پایا گیا تو اس کو ہم ایک دن بھی جیل میں بند نہیں رکھیں گے۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا کہ رانا ثناء اللہ اور لاء منسٹر اس کو بیٹھ کر sort out کر لیں۔ پچھلے تین دنوں میں، میں لاء منسٹر صاحب سے تین چار مرتبہ ملا ہوں ہم نے اس پوری لسٹ کو sort out کیا ہے۔ مجھے پورا وثوق ہے کہ لاء منسٹر صاحب بھی اس بات پر اتفاق کرتے ہیں بلکہ وہ شعوری طور پر بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ جن لوگوں سے متعلق ہم نے بات کی ہے ان میں سے اکثریت بے گناہ ہیں۔ جو لوگ مقدمات میں گرفتار ہوئے اس لسٹ میں سے تقریباً تیئیس چوبیس افراد ایسے ہیں جن کے متعلق کوئی ٹھوس شواہد نہیں پائے گئے۔ دوسرا detention ہے اس میں اٹھارہ آدمی کیونکہ detention میں ہیں تو جب کسی کے خلاف کوئی allegation نہیں ہوتا وہ صرف simple apprehention ہوتی ہے تو اس کے متعلق

بھی یہ وعدہ تھا کہ ان تمام لوگوں کو بھی رہا کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ ہمارے دو صوبائی رہنما جن میں ایک خواجہ سعد رفیق ایم این اے اور دوسرے جناب زعیم قادری ہیں ان کے متعلق بھی میں on oath یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ انہوں نے حکومت کے خلاف یا as Opposition ریلی یا کسی جلوس میں حصہ لیا ہوگا لیکن یہ حلفاً بات ہے کہ انہوں نے کسی جائیداد کو آگ لگانے کے عمل میں اور نہ ہی کسی کو instigate کرنے کے عمل میں حصہ لیا۔ اس بارے میں انہوں نے بھی حلفاً اس بات کی تردید کی ہے اور محترم لاء منسٹر صاحب بھی اگر ان کو کوئی political مجبوری نہ ہو تو وہ بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ وہ لوگوں کی پراپرٹی کو آگ لگائیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اب اس لسٹ کو sort out کر لیا گیا ہے تو اس میں محترم وزیراعلیٰ کا جو وعدہ تھا کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ آدمی کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا تو اس commitment کے مطابق ان آدمیوں کو رہا کرنے کے لئے محترم لاء منسٹر صاحب یہاں پر وعدہ بھی کریں اور اس کو implement بھی کروائیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بدقسمتی یہ ہے کہ جو 14۔ فروری کو یہاں پر واقعات رونما ہوئے اس وقت میں بھی لاہور میں تھا اور 12 بجے اسمبلی میں تھا۔ آپ یقین کیجئے کہ اس میں ایک تو قیادت موجود نہیں تھی۔ داتا دربار میں جو جلوس نکلا وہاں پر قیادت موجود تھی اور ایک جلوس پتا نہیں کہاں سے مال روڈ پر آنا شروع ہو گیا۔ میں اتفاق سے اسمبلی سے نکل کر مال روڈ پر آیا میں اس وقت جلوس کے پیچھے تھا اور جلوس بالکل پُرامن جا رہا تھا لیکن میں نے خود دیکھا دس بارہ بچے جو کہ بارہ سے چودہ سال کی عمر کے تھے انہوں نے گاڑیوں کو پکڑ کر ان کے شیشے توڑنے شروع کر دیئے اور اس وقت وہاں پر پولیس کے کم و بیش ڈیڑھ سو آدمی کھڑے تھے مجبوراً میں گاڑی سے اترا اور وہاں پر جو انسپکٹر موجود تھا اس کو کہا کہ یار یہ تمہارے سامنے گاڑیوں کو توڑ رہے ہیں تم کم از کم ان کا notice لو اور ان کو روکو یہ پبلک ہے اور ان کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن اس نے کہا کہ ہمیں کوئی آرڈر نہیں ہے کہ ہم ان کو روکیں یا ان پر تشدد کریں اور یہی اسمبلی میں ہوا کہ یہ پوری اسمبلی کا سیکرٹریٹ گواہ ہے کہ یہاں پیچھے تقریباً پولیس کے ڈیڑھ دو سو ملازمین موجود تھے، جب کچھ لڑکے آگ لگانے کے لئے اندر آئے تو پولیس پیچھے سے بھاگ گئی چہ جائیکہ وہ ان کو روکتی انہوں نے وہاں پر وہ part

play کیا، شاید ان کے پیچھے کوئی ایسی طاقت تھی جو ان سے یہ کروا رہی تھی کہ وہ سارا کچھ کر لیں کہ پھر ہم نے یہ سب کچھ اپوزیشن پر ڈالنا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ نہ جس طرح صوبہ سرحد میں بھی اس روز توڑ پھوڑ ہوئی تھی انہوں نے ہائی کورٹ کے جج سے اس کی انکوائری کروائی تھی کہ اس کے پیچھے کون لوگ تھے اور یہ کس نے کروایا ہے؟ میں لاء منسٹر سے کہوں گا کہ ہم پچھلے تین سال سے مسلسل ریلیاں نکال رہے ہیں اور حکومت کے خلاف جلوس نکال رہے ہیں ان میں ایک بھی ایسا incident نہیں ہوا جس میں کسی گاڑی کا شیشہ بھی ٹوٹا ہو یا کسی نے کسی کو پتھر بھی مارا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو اس سلسلے میں جیسا کہ یہ بار بار کہتے ہیں اس کو سیاسی نہ بنایا جائے، ان خاکوں کو سیاسی نہ بنایا جائے۔ میں ان کو کہتا ہوں کہ ہماری جو سیاست ہے وہ دین کے حوالے سے ہے اگر ہم سیاست کرتے ہیں تو اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمارا دینی فریضہ ہے، ہم سیاست اس لئے کرتے ہیں کہ وہ دین کا حصہ ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ رانا صاحب ٹھیک فرماتے ہیں یہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا تھا کہ جو بے گناہ ہوگا ہم اس کو ایک دن بھی جیل میں نہیں رکھیں گے تو اس وقت پاکستان متحدہ مجلس عمل کے صدر قاضی حسین احمد کو انہوں نے نظر بند کیا ہوا ہے ان کے پاس کیا جواز ہے ایک ستر بہتر سال کا بوڑھا آدمی جس کا دو دفعہ بائی پاس ہو چکا ہے کیا حکومت اتنی خوفزدہ ہے کہ اس نے اس کو نظر بند کیا ہوا ہے۔ میاں اسلم ایم این اے ہیں ان کو بھی انہوں نے نظر بند کیا ہوا ہے تو یہ اچھی روایات نہیں ہیں۔[***********]

MR. DEPUTY SPEAKER: Expunged from the record.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس لئے میں ان سے یہ کہوں گا کہ یہ رویہ یہاں پر نہ اپنائیں بلکہ جو political atmosphere ہے اس کو بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ یہ دیکھیں کہ پارٹیاں ان کے ساتھ ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ ہم نے DPO کے ساتھ، انتظامیہ کے ساتھ بیٹھ کر وہاں settle کیا تھا کہ اگر کوئی توڑ پھوڑ ہوئی تو ہم اس کے ذمے دار ہوں گے لیکن اس کے باوجود پنجاب میں کہیں بھی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی۔ میری اس مسئلے پر لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ اب بے گناہ افراد کو جن کو انہوں نے گرفتار کیا ہے ان کو یہ رہا فرمائیں۔ شکریہ

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بریگیڈئر حسن صاحب!

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) محمد حسن: جناب سپیکر! میں 14 تاریخ کو یہاں اسمبلی میں حاضر تھا اور اس دن جب یہ آگ لگانے کا واقعہ ہوا تو میں آخری آدمی تھا جس نے رانا ثناء اللہ خان صاحب کا دفتر چھوڑا۔ ہوا یہ تھا کہ جب ایجوکیشن کمیٹی کی میٹنگ اوپر ہو رہی تھی، میں اور ارشد محمود بگو صاحب آگئے تھے باقی اور لوگ نہیں آ رہے تھے، ہم دونوں ہی تھے کیونکہ راستے بند تھے۔ میرے ساتھ میرا لڑکا بھی تھا میں اس کو رانا ثناء اللہ خان صاحب کے دفتر بٹھا کر میٹنگ میں گیا تو اتنی دیر میں ایک runner آیا اس نے کہا کہ پتھراؤ ہو رہا ہے جب باہر نکلے تو سارا اسٹاف گیلری میں کھڑا تھا I entered the room opposite Assembly Hall No. A وہاں پر واقعی پتھر آ رہے تھے۔
I said where are the stone's coming from. I came down. I went to Rana Sana Ullah is office. My son was hiding himself behind the door. I said why you don't come out. He said

کہ کیسے آؤں پتھر مارے جا رہے ہیں، جب میں نے باہر دیکھا تو بارہ چودہ سال کے سکول کے بچے تھے ایک نے ڈنڈا اٹھایا ہوا تھا اس نے سب سے پہلے آکر جتنے گلوب تھے وہ توڑے اس کے بعد انہوں نے پتھراؤ شروع کر دیا اور ایک بچہ میری آنکھوں کے سامنے اٹھا اور ایک گملا اٹھا کر ان کی کھڑکی پر دے مارا وہاں ان کا اور قاسم ضیاء صاحب کا بھی سٹاف تھا اور اسمبلی کی یہ پوزیشن تھی کہ سٹاف نے مین دروازے بند کر کے جتنی کرسیاں اور میز تھے دروازے کے آگے رکھ دیئے تھے کہ باہر کوئی نکل نہ سکے۔ یہاں پر بے تحاشا پولیس تھی اب جب یہ جلوس آیا ہے ہم اوپر سے دیکھ رہے تھے میرے ساتھ ارشد محمود بگو صاحب اور وقاص صاحب بھی تھے۔ اس جلوس کو منتشر کرنے کے لئے پولیس ایک دفعہ آگے بڑھی، انھوں نے جا کر آنسو گیس چھوڑی اور ڈنڈے مارے، اس پر وہ بچے بھاگ گئے۔ یہ پولیس کا وہ عمل تھا جس کی وجہ سے وہ بچے مشتعل ہوئے، کوئی ادھر گیا اور کوئی ادھر گیا، وہ بچے بھاگے۔ ایک آدمی میری عمر کا سفید ریش ایک پوسٹر اٹھا کر جلوس سے سو گز کے فاصلے پر قاسم ضیاء کے opposite وہ چل رہا تھا، the sole purpose was to show the Assembly کہ یہاں پر میں احتجاج کرنے آیا ہوں، اس کا کوئی حصہ نہیں تھا۔ یہ پولیس اتنا shamefully وہاں سے بھاگی، میں کہتا ہوں کہ:

Assembly is the sacred place for us after the Masjid, Kaba and Madina Munawra.

یہ ہماری عبادت کی جگہ ہے جہاں ہم قانون بناتے ہیں اور جس طریقے سے اگر اس حکومت نے پولیس کو اس دن اس کے دفاع کے لئے رکھا ہوا تھا، یہ پولیس وہاں سے ایسے بھاگی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہاں جو سیڑھیاں ہیں اس کے نیچے وہ سارے جا کر گھس گئے، کچھ وہاں پر جا کر گاڑیوں کے اندر بیٹھ گئے۔ میں جب وہاں سے نکلا اور یہاں پر آخر ایک کمرے میں چڑھ آیا۔ آنسو گیس اتنی تھی کہ we could not keep our eyes open اور اتنی دیر میں some body who put the room on fire، وہاں سے جو دھواں نکلنا شروع ہوا it was untenable for us to come and stop that میں نے ایک کمرے سے ایک پردہ کھینچا اس کو باندھا اور میرے ساتھ جھنگ کے ایک ایس۔ ایچ۔ او پرائیویٹ کپڑوں میں تھے، He was very active. I said کہ یہ سارے بندے جو اوپر ہیں یہ جل جائیں گے یا مر جائیں کہ اس دھویں سے سب لوگوں نے کھڑاؤں کرنا شروع کر دیا تھا تو وہاں سے وہ پردہ باندھ کر اس بندے نے میری مدد کی اور میں نے ایک ایک بندہ وہاں سے اس پردے سے اتارا۔ This police had just vanished میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت نے کوئی ایکشن لینا ہے۔

> It should take action right from the lowest constables; to the persons who were resposible either he is D.I.G, I.G; or S.P. They deserve it and why not? (Clapping)

میں اپنے علاقے سے دو دن پہلے ایک جلوس نکال کر اسی مقصد کے لئے گیا۔ میں نے پی پی۔4 سے جلوس نکالا I went to Gujjar Khan Tehsil Headquarter وہاں ایم۔ ایم۔ اے کا جلوس چل رہا تھا، وکیلوں کا چل رہا تھا، تاجروں کا چل رہا تھا، We all gathered، وہاں پر ہم نے تقریریں کیں۔ ایم۔ایم۔ اے والوں نے کیں، تاجروں نے کیں، (ق) لیگ والوں نے کیں، (ن) لیگ والوں نے کیں، This was only for the purpose of Tohin-e-Risalat اس میں کوئی پارٹی involve تھی اور نہ کوئی فرقہ involve تھا۔ وہاں پر ایک دو آدمیوں نے نعرے لگانے کی کوشش کی، شیعہ زندہ باد، سنی زندہ باد، ہمارا آدمی ڈاکٹر ظہیر

کا بیٹا جو comparing کر رہا تھا اس نے کہا کہ آج کوئی نعرہ نہیں لگے گا، سیاسی جماعت کا لگے گا اور نہ ہی یہاں پر کسی فرقے کا لگے گا۔ We only came here for this، کسی ایک چڑیا کا پر نہیں ہلا، پولیس والے بھی وہاں کھڑے تھے۔ ہم بڑے peacefully وہاں سے منتشر ہوئے۔ اس کے بعد ایک اور جلوس وہاں پر میرے حلقے سے نکلا۔ وہاں پر ایک مدرسے نے جلوس نکالا، To my surprise when I went there پولیس کی گاڑی پر انھوں نے ایک جھنڈا لگایا ہوا تھا، پولیس کی گاڑی was leading and we all went and peacefully did this، یہاں پر اگر پولیس اس دن دیکھ رہی تھی کہ right from the Mall road start upto this place things were happening چھوٹے چھوٹے بچے گڑ بڑ کر رہے تھے تو یہ پولیس کا کام تھا کہ وہاں پر ان کو راستہ دکھاتے ہوئے لے آتے۔ یہاں میں نے اور وقاص صاحب نے کوشش کی کہ یہ اگر دروازہ کھلا ہوتا تو ہمارے بچے ہیں، چھوٹے چھوٹے ہیں، ہم ان کو جا کر کہتے کہ بچو! کیوں کر رہے ہو؟ پھر اسمبلی سٹاف نے بڑا passive arrangement کیا کہ انھوں نے یہاں آکر الماریاں رکھ دیں اور ہمیں باہر نکلنے کا راستہ نہیں ملا۔ میں یہ کہوں گا کہ اس میں کوئی پولیٹیکل لیڈر شامل ہے نہ اس میں کوئی اور religious leader شامل ہے، یہ ایک mob تھا کہ جس کی mentality میں کچھ بچوں نے یہ ایکشن کیا اور جس بوڑھے کی میں بات کر رہا تھا پولیس والے اس کو shamefully طریقے سے پکڑ کر لے آئے اور اس کو ڈنڈے مارنے شروع کئے۔ I shouted with the top of my voice. I said why you are beating this man. وہ بے چارہ تو صرف protest کر رہا تھا تو اس پر میں یہ کہتا ہوں کہ پولیس کی utter ناکامی ہے۔ The action must be taken against them. کسی پولیٹیکل لیڈر کی کوئی involvement نہیں ہے۔ رانا ثناء اللہ کی involvement نہیں ہے، کسی اور کی نہیں ہے، نہ کسی religious لیڈر کی ہے۔ وہاں ایک mob کی ایسی mentality تھی کہ جس کو گورنمنٹ نے کنٹرول کرنا تھا،

And the government has failed in this and action should be taken against the police.

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: کافی بات ہو چکی ہے Let the Law Minister give the reply

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں مختصراً ایک دو باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایک دو باتیں پھر سب کریں گے۔

Then there will be a general discussion on that. Why do you want to repeat again and again?

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مختصر سی گزارش ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ کی طرف سے بات ہو چکی ہے۔ Let the Law Minister reply that

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں صرف ایک بات یہ کروں گا کہ محترم قاضی حسین احمد صاحب کی رہائی کے حوالے سے writ وہاں تھی، ہائی کورٹ نے قانون کے مطابق کہا کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کو refer کر دی ہے۔ اب یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے، وہاں سے انھوں نے کہا ہے کہ اگر reject ہو گئی تو ہائی کورٹ کے اندر آ جائیں گے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی بھی نیک نامی ہو گی کہ اگر یہ اپنے detention order واپس لے لیں، جس طرح بگو صاحب نے کہا ہے کہ وہ ملک کے لئے اور ہمارے لئے کیا خطرہ ہے اور یہ جتنے بھی واقعات ہوئے ہیں اور اس میں جیو کے اوپر اور اے۔ آر۔ وائی کے اوپر ساری فلمیں دکھائی گئیں اس میں کہیں بھی کوئی دینی مدرسے کا طالبعلم نہیں ہے، کسی کے کندھے پر رومال نہیں ہے، سارے جینیں پہننے والے ہیں اور ان کے چہرے نظر آ رہے ہیں۔ اب اگر پولیس ان کو identify نہیں کر سکتی تو اپنی نااہلی کی وجہ سے پھر دینی مدارس کے بچوں کو پکڑ پکڑ کر اندر کیا گیا ہے، اس طرح مسلم لیگ (ن) کے قائدین کو اور قاضی حسین احمد صاحب کو، یہ سارے آرڈرز انہیں واپس لینے چاہئیں تاکہ ایک اچھی فضا پیدا ہو۔ اس سے ان کی نیک نامی ہے، ان کے لئے عوام کے اندر ایک خیر خواہی پیدا ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے دوستوں نے جن جذبات کا اظہار کیا، مجھے خوشی اس بات کی ہے کہ تھوڑا سا اگر وہ حقائق کو

بھی تسلیم کر لیتے اور خاص طور پر اس حوالے سے کہ اگر وہ ایک فقرہ یہ بھی کہہ دیتے کہ 14 تاریخ کو جو کچھ ہوا وہ قابل افسوس ہے اور جس کسی نے بھی، میں کسی ایک فرد کو یا ایک گروہ کو یا جماعت کو اس میں ملوث نہیں کرتا۔ اگر صرف آپ اتنا کہہ دیتے کہ جس کسی نے بھی کیا ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: ہم مذمت کرتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: میں نے پہلے یہ سٹیٹمنٹ دی ہے کہ ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

معزز ممبران حزب اقتدار: یہ غلط بات ہے۔ پہلے وزیر قانون کی بات سنیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس کسی نے بھی یہ کیا ہے اس کی تو مذمت لاء منسٹر صاحب ہم سے چاہتے ہیں لیکن لاء منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ 14۔تاریخ کا یہ واقعہ ہے، آج 9۔مارچ ہے، تقریباً ایک ماہ ہو گیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ یہ بتائیں کون لوگ ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ بتانے کے لئے ہی تو کھڑے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ انہیں بات کرنے دیں۔ جب آپ کی طرف سے بات ہو رہی تھی تو انہوں نے خاموشی سے سنا ہے۔ اب ان کو جواب دینے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: یہ کیا طریق کار ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں چونکہ زیادہ تکلیف دہ بات نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن میرے دوست، میرے بھائی اگر کوئی تھوڑے سے حقائق سننا چاہیں گے تو میں آپ کو حقائق بھی بتا دوں گا۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میرے point out کرنے پر آپ نے ان لوگوں کی مذمت کی جو 14۔تاریخ کے واقعات میں ملوث تھے، میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

محترم ارشد محمود بگو صاحب نے فرمایا کہ گزشتہ تین سال سے احتجاج جو کیا جا رہا ہے اس میں کوئی توڑ پھوڑ نہیں ہوئی تو میں اپنے بھائیوں سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ تین سال کے دوران اگر آپ نے توڑ پھوڑ نہیں کی تو آپ کو حکومت نے ملوث بھی نہیں کیا۔ تین سال کے دوران

آپ کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں بنا پھر آپ نے فرمایا ہے کہ ہم سیاست دین کے لئے کرتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی تو شاید سیاست دین کے حوالے سے ہو، ہماری تو زندگی دین کے حوالے سے ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

کیونکہ ہم بالکل سادہ سے لوگ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بالکل گناہ گار لوگ ہیں، ہماری زندگی دین کے حوالے سے ہے لیکن میں صرف ایک بات آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چلیں آج اگر ہم تھوڑا سا حقائق پسندی پر آ ہی گئے ہیں تو آپ قاضی صاحب کے اس بیان کی بھی تردید فرما دیں جس میں انھوں نے کہا کہ "یہ تحریک حکمرانوں کے خلاف ہے اور ہم اس حکومت کا تختہ الٹ کر رہیں گے۔"آپ اس کی تردید بھی فرما دیں۔ آپ اس بات کی تردید نہیں کرتے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جب ہم سیاست کو دین کے ساتھ ملوث کریں گے، ہم نے پہلے دن سے آپ کو یہ کہا تھا، حکومت نے اجازت اس حوالے سے دی تھی کہ یہ صرف آپ کے جذبات نہیں ہیں جس کا آپ اظہار چاہتے تھے، ہمارے بھی وہی جذبات ہیں۔ اگر آپ کسی کی ایک دفعہ مذمت کرنا چاہتے تھے تو شاید اس طرف بیٹھے ہوئے لوگ اس کی سو دفعہ مذمت کرنا چاہتے ہیں اور ہم کرتے بھی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کریں گے بھی لیکن وہ وقت اب گزر چکا ہے۔ اس میں جو کچھ ہوا میں سمجھتا ہوں کہ وہ قابل مذمت تھا۔ آپ بھی اس کی مذمت کرتے ہیں، ہم بھی اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اب ہم نے آگے ایک مثبت طریقے سے چلنا ہے۔ جس طرح رانا ثناء خان اللہ صاحب، احسان اللہ وقاص صاحب نے فرمایا ہے۔ میری وقاص صاحب کے ساتھ کل میٹنگ ہوئی ہے۔ بریگیڈئر صاحب میرے لئے انتہائی قابل احترام ہیں، وہ ہمارے بزرگ ہیں وہ پولیس کی مذمت کر رہے ہیں، فرما رہے ہیں کہ جی، پولیس بھاگ گئی تھی۔ جناب! یہاں پر کہا گیا کہ مظاہرہ بچوں نے کیا تھا، بہت پیارے پیارے بچے تھے، وہ اسمبلی کو آگ لگا رہے تھے، وہ پیارے پیارے بچے کھلونے اٹھائے ہوئے سڑک پر آئے تھے۔ وہ چھوٹے چھوٹے پتھر اٹھا کر ویسے ہی پھلجھڑیاں چلا رہے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بچوں کی سرپرستی کرنے والے جو پس پردہ بزرگ تھے ان کی بھی ہمیں مذمت کرنی چاہئے۔ پھر انھوں نے فرمایا کہ ایک بزرگ آیا جس نے بینر اٹھا رکھا تھا اور اس کا مقصد صرف احتجاج کرنا تھا۔ وہ بزرگ بھی قابل تعریف، بچے بھی قابل تعریف اور ان کی نظر میں قابل مذمت کون؟ ان کی نظر میں قابل مذمت حکومت ہے جس کا سب نقصان ہوا، جس کے خلاف آپ تحریک چلا رہے ہیں، جس کو بدنام کر رہے ہیں وہ قابل مذمت ہے اور باقی سارے قابل تعریف ہیں۔ چلیں! آج ایک مثبت

پیشرفت ہوئی ہے، آپ بھی غلط کو غلط کہہ رہے ہیں، ہم بھی غلط کو غلط کہتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ اقدام انتہائی قابل تحسین ہے، انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ کسی بے گناہ کو ایک دن کے لئے بھی اندر نہیں رکھا جائے گا۔ ہم اس کو انشاء اللہ تعالیٰ honour کریں گے۔ میری کل احسان اللہ وقاص صاحب سے ملاقات ہوئی ہے۔ رانا ثناء اللہ صاحب کے ساتھ میری دو تین ملاقاتیں ہو چکی ہیں اور اس سلسلے میں پیشرفت بھی ہوئی ہے اور آئندہ بھی ہو گی۔ میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہم نے نواز لیگ کے تین لوگوں کو رہا کر دیا ہے۔ آج ہم نے ایم۔ایم۔اے اور نواز لیگ سے فہرست مانگی ہے کہ آپ اپنے detained کئے جانے والے افراد کی فہرست دیں۔

جناب سپیکر! تین categories ہیں۔ پہلے نمبر پر وہ لوگ ہیں کہ جن کے خلاف مقدمات درج ہیں اور انھیں گرفتار کیا گیا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جنھیں detained کیا گیا ہے جبکہ تیسرے وہ لوگ ہیں کہ جن کے خلاف مقدمات درج ہوئے، وہ گرفتار ہوئے اور بعد میں ان کی ضمانتیں apply کرنے پر عدالتوں سے مسترد ہو گئیں۔ جن کی ضمانتیں reject ہو چکی ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ میرے سارے بھائی سمجھ دار ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ اب اگر ان کو بے گناہ قرار دے کر باہر بھیج دیا جائے تو یہ حکومت کے لئے مناسب ہے اور نہ ہی investigating agencies کے لئے مناسب ہے کیونکہ یہ سیدھا سیدھا توہین عدالت ہے۔ اس کے لئے ہم یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ چونکہ ابتدائی طور پر جو مواد ہمارے پاس موجود تھا اس کی بنیاد پر ضمانتیں reject ہوئیں۔ اب تفتیش کو مزید آگے بڑھا کر 174 کے تحت ہم ڈسچارج کے لئے لکھ سکتے ہیں۔ صوبائی حکومت prosecution withdraw کر سکتی ہے۔ میں آپ کو اتنا یقین ضرور دلاتا ہوں کہ ہم جن لوگوں کے بارے میں mutually agree کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ان کے خلاف آرڈرز واپس لے لئے جائیں گے۔ جن لوگوں کی detention عدالتوں میں چیلنج ہو چکی ہے، جس طرح میرے بھائی ابھی قاضی صاحب کے متعلق فرما رہے تھے کہ اسے محکمہ ہوم کو refer کر دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں قاضی صاحب اور خواجہ سعد رفیق صاحب کے case میں تھوڑا سا دیکھنا پڑے گا۔ ان دونوں حضرات کو عدالت کے فیصلے کے مطابق آج اسلام آباد shift کیا جا رہا ہے کیونکہ انھوں نے سینیٹ کے الیکشن کے سلسلے میں اپنا ووٹ کاسٹ کرنا ہے۔

جناب والا! میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی خصوصی ہدایت پر ان صاحبان کو جیل میں منتقل نہیں کیا جا رہا بلکہ ہم پنجاب House راولپنڈی کو سب جیل قرار دے کر

ان دونوں منتخب نمائندوں کو وہاں پر رکھ رہے ہیں تاکہ انھیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ تیسری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ایسے detention orders جن میں ابھی تک گرفتاریاں نہیں ہوئیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم واپس لے لیں گے۔ میری آپ سے یہ commitment ہے۔ جن پر notices ہو چکے ہیں ان کی جس وقت ہوم سیکرٹری hearing لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ انھیں اس وقت واپس لے لیا جائے گا۔ اس سارے process میں باقاعدہ time limit ہے کیونکہ within seven days انھوں نے کہا ہوا ہے۔ جس جس طرح detention orders کی پیشی ہوم سیکرٹری کے پاس ہو گی اسی طریقے سے ہم ان کے آرڈرز withdraw کر لیں گے۔ جو ضمانتیں reject ہوئی ہیں اس سلسلے میں استدعا ہے کہ آپ ہمیں تھوڑی سی مہلت دے دیں۔ ہمارا آپ کے ساتھ روزانہ رابطہ رہے گا۔ میں آپ کو progress بھی بتاؤں گا۔ آج بھی آپ کی موجودگی میں، میں نے Prosecutor کو بلایا تھا۔ انشاء اللہ case to case بنیاد پر ہم نمٹاتے رہیں گے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی بے گناہ اندر نہیں رہے گا لیکن خدا کے لئے ہمیں تھوڑا سا یہ ضرور احساس کرنا چاہئے۔ پچھلے دنوں جو ماحول پیدا ہوا تھا یہ ایک بے صبری کا نتیجہ تھا۔ انھوں نے خدانخواستہ، خدانخواستہ یہ بات ذہن میں رکھ لی تھی کہ لوگوں کے مذہبی جذبات کو سیاسی جذبات کے ساتھ ملا کر شاید یہ حکومت کے خلاف ایک منظم تحریک کا آغاز کر سکیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے جسے ہر سیاسی ورکر جانتا ہے۔ آپ سیاسی لوگ ہیں لہذا سیاسی سطح پر آپ حکومت کے خلاف جو بھی تحریک چلائیں وہ آپ کا حق بنتا ہے لیکن آپ کے اور ہمارے مذہبی جذبات ایک ہیں۔ میں آپ سے استدعا کروں گا کہ ان کو الگ رکھیں۔ ان کے اظہار کے لئے جو آپ کا طریقہ ہو گا وہی ہمارا ہو گا، جو ہمارا ہے وہ آپ کا ہے۔ اس پر ہم ایک مشترکہ لائحہ عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں، رانا صاحب، احسان اللہ وقاص صاحب اور ارشد بگو صاحب میرے لئے قابل احترام ہیں میں ان کو ساتھ بٹھالوں گا یہ ہمارے انتہائی سینئر کریمینل لائر ہیں۔ آپ لوگ جو بھی طریق کار طے کریں گے ہم اس کے مطابق انشاء اللہ آگے چلیں گے اور حکومت کی طرف سے ایک مثبت پیشرفت ہو گی۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! ہمارے ایک یونین ناظم اسلم صاحب ہیں جن کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی سے ہے۔ وہ اسی تاریخ سے detained ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بہتر ہے ہم ان کا نام بھی شامل کر لیں گے۔ میں مزید ایک بات کی

وضاحت کرنا چاہتا ہوں، میں نے پہلے بھی اسی فورم پر یہ بات کہی تھی کہ یہ جتنی کارروائی ہم نے کی ہے یہ اصل حقائق سے ہٹ کر مثبت رویہ اپناتے ہوئے کی ہے۔ ہم نے ہر لحاظ سے وزیراعلیٰ صاحب کی commitment پوری کرنی ہے لیکن میں آپ کو دعوت دوں گا کہ آپ آئیں ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں ویڈیوز بھی دیکھ لیں اس کے علاوہ کچھ اور بھی ہمارے پاس ثبوت ہیں وہ بھی دیکھ لیں۔ فیصلہ میں آپ پر چھوڑوں گا۔ فیصلہ آپ کی صوابدید پر ہوگا۔ یقین کیجئے اب ہماری نیت یہ ہے کہ ہم نے ایک مثبت پیشرفت کرنی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ ضرور ہوگی۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کی اس بات سے متفق ہوں کہ ہم نے اس سلسلے میں کچھ progress کی ہے لیکن وزیراعلیٰ پنجاب کی یہ commitment تھی کہ ہم کسی بے گناہ آدمی کو ایک دن بھی جیل میں نہیں رکھیں گے۔ اس سلسلے میں progress اس commitment کے پیش نظر slow ہے۔ جہاں تک detention order کی بات ہے تو detention order میں تو گنہگار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو apprehension ہوتی ہے اور apprehension پر آدمی کو detain کر کے جیل بھیجا جاتا ہے۔ Now when the apprehension is over تو میں سمجھتا ہوں کہ انھیں اس بات کا انتظار نہیں کرنا چاہئے کہ ان کی پیشی ہائی کورٹ یا ہوم سیکرٹری کے پاس دس دن بعد آتی ہے، سات دن بعد آتی ہے یا چار دن بعد آتی ہے۔ انھیں at once ان detention orders کو withdraw کرنا چاہئے۔ باقی جہاں تک ضمانت مسترد کئے جانے کی بات ہے تو اب تک صرف دو آدمیوں کی ضمانتیں reject ہوئی ہیں۔ ہم next forum پر apply کر رہے ہیں باقی دوسرے آدمیوں کی کہیں سے بھی ضمانتیں reject نہیں ہوئیں۔ وزیر قانون صاحب نے آج میرے سامنے متعلقہ investigating agency سے بریفنگ لی ہے۔ ان کے cases میں یہ بات عیاں ہے کہ ان کے خلاف ٹھوس شواہد موجود نہیں ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ ان افراد کو تو فوری طور پر رہا کرنا چاہئے۔ اس commitment کے پیش نظر in letter and spirit کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا۔ جہاں تک انھوں نے بات کی ہے کہ ان کے پاس ثبوت ہیں۔ میں on the floor of the House یہ کہتا ہوں کہ جتنے بھی ہمارے ورکرز اور لیڈرز ان مقدمات میں ملوث ہیں کسی جگہ پر بھی ان کے منہ سے یہ لفظ نہیں نکلا کہ فلاں پراپرٹی کو جا کر آگ لگا دیں یا وہ اس mob میں شامل ہوں جو mob کسی پراپرٹی، بنک یا اسمبلی چیمبر کو آگ لگا رہا تھا۔ اگر ان

میں ہمارا ایک فرد بھی موجود ہو گا تو نہ صرف ہم اس کی رہائی سے withdraw کریں گے بلکہ ہم اپنی پارٹی level پر بھی اس کے خلاف ایکشن لیں گے کیونکہ ہم خود یہ سمجھتے ہیں کہ لوگوں کی پراپرٹی کے تحفظ کا جہاں حکومت کا فرض ہے وہاں ہمارا بھی فرض ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو مزید چار پانچ دن چلانے کی بجائے اسی commitment پر آئیں کہ ایک دن بھی کسی بے گناہ کو جیل میں نہیں رکھا جائے گا۔ یہ اسے within one day or so conclude کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، بہتر ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لئے ٹائم دیا۔ میں نے چار پانچ ماہ پہلے ایک قرارداد پیش کی تھی That was regarding the state duty on cheques. اس وقت حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا کہ ہم نے یہ وفاقی حکومت کو بھیج دیا ہے لیکن وہ آج تک کولڈ سٹوریج میں ہے۔ بزنس کمیونٹی اس پر سخت پریشان ہے۔ بنکوں پر انتہائی load ہے۔ معاملہ یہ تھا کہ 25 ہزار روپے کے اوپر کے چیکس پر جو state duty ہے اسے واپس لیا جائے۔ اس وقت جناب فنانس منسٹر صاحب نے مجھے یہ کہا کہ آپ فی الحال اسے stress نہ کریں ہم اسے وفاقی حکومت کے ساتھ take up کر رہے ہیں لیکن آج تک اس کا کچھ نہیں ہوا۔

جناب والا! اب میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ پنجاب یونیورسٹی نے رائے ونڈ روڈ پر جو اڑھائی ہزار کنال زمین لی تھی اسے انھوں نے under the Companies Ordinance رجسٹر کرایا۔ میں نے وہ معاملہ یہاں پر take up کیا تو آپ کی طرف سے پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر سے پوچھا گیا۔ ان کی طرف سے مجھے پیغام آیا کہ آپ مجھ سے بات کر لیں میں نے کہا کہ آپ سے کیا بات کر لوں؟ پانچ چھ دن پہلے روزنامہ ''ڈان'' میں یہ مکمل رپورٹ آئی ہے کہ انھوں نے refuse کر دیا ہے اور کہا ہے کہ ہم اسے Companies Ordinance کے تحت ہی چلائیں گے۔ which is legal کیونکہ وہ کوآپریٹو کے تحت ہونا چاہئے تھا۔ انھوں نے وہ اڑھائی ہزار کنال زمین بطور مینجنگ ڈائریکٹر personal اپنے نام کر لی ہے۔ 1984 کا کمپنی آرڈیننس یہ کہتا ہے کہ MD is all and all

جناب والا! تیسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں جو بھی بات کرتا ہوں اگر وہ

pendingہو جاتی ہے تو پھر عوام کو بزنس کمیونٹی کو تو کوئی ریلیف نہیں ملتا۔ میں نے یہاں پر یہ بھی عرض کیا تھا کہ کرنسی کی ایکسپورٹ صرف کراچی سے ہوتی ہے اس کی لاہور سے بھی اجازت دی جائے۔ کراچی کا کرنسی میں صرف20 فیصد حصہ ہے اور ہمارا80 فیصد حصہ ہے لیکن یہ تمام کے تمام معاملاتpendingہیں۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ دیں کہ اتنے دنوں میں فیصلہ ہوتا کہ کچھ تو ریلیف ملے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے جو پوائنٹ آف آرڈرraiseکیا ہے یہ موضوع اس وقت زیر بحث نہیں تھاanyhowآپ نے یہtake upکر لیا ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ وزیر قانون سے ان کے چیمبر میں مل کرdiscussکر لیں۔ اگر آپ کا مسئلہ حل نہیں ہوتا تو
You come back to the House. Now we go for Call Attention Notice.

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے جو بات کی ہے اس بارے میں کچھ ہونا چاہئے لوگ بڑے پریشان ہیں اور لوگوں کے ساتھ مسلسل بہت زیادتی ہو رہی ہے۔25ہزار روپے سے اوپر اپنے ہی پیسے نکلوانے پر بنک والے پیسے کاٹ لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! He should see you in your Chamber

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں اس بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی پریس گیلری کمیٹی نے پتنگ بازی کے نتیجے میں زخمی اور ہلاک ہونے والوں کے لواحقین سے اظہار یکجہتی اور ان واقعات پر احتجاج کے لئے پنجاب اسمبلی کے اجلاس کے بائیکاٹ کا متفقہ فیصلہ کیا ہے۔ کمیٹی سمجھتی ہے کہ بسنت کی سرپرستی کی حکومتی پالیسی عوام کے علاوہ صحافیوں کی شخصیت کے لئے جان کا خطرہ بن چکی ہے جو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے موٹر سائیکل پر دن رات ان سڑکوں پر سفر کرنے پر مجبور ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پتنگ بازی پر فوری پابندی عائد کی جائے۔

جناب والا! وہ بائیکاٹ کر کے چلے گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ پہلےCall Attention Noticeلیتے ہیں

اسی میں یہ سب چیز ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر خزانہ کو تو جواب دے لینے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ رانا آفتاب صاحب، چودھری ظہیر صاحب اور ایم ایم اے سے کوئی صاحب جا کر پریس گیلری کے دوستوں کو واپس لے آئیں کیونکہ ابھی kite flying کے متعلق ایک Call Attention Notice ہے۔ اس سلسلے میں بات ہونی ہے وہ بات سن لیں اس کے بعد جو بھی فیصلہ کریں لیکن کم از کم وہ ہمارا موقف سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو تجویز دی ہے کہ دو یا تین صاحب جائیں اور پریس گیلری کے دوستوں کو منا کر لے آئیں۔ جب دوست جائیں گے تو وہ یہی بات کریں گے کہ پتنگ بازی پر فی الفور پابندی لگا دی جائے۔ اس بات کی یقین دہانی تو لاء منسٹر صاحب ہی کروا سکتے ہیں چونکہ آج اخبارات میں بڑے جلی حروف کے ساتھ ان کا بیان شائع ہوا ہے کہ پتنگ بازی بھی ہوگی، جنرل مشرف بھی آئے گا۔ یہاں پر پتنگ بازی بھی کرے گا، رنگ رلیاں بھی منائے گا اسے کوئی نہیں روک سکتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! وہ آئیں ہماری بات سنیں اور اگر واک آؤٹ کرنا ہے تو ہماری بات سننے کے بعد کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! تو کیا ہم لاء منسٹر صاحب کی طرف سے صحافی بھائیوں کو یقین دہانی کروا دیں کہ فی الفور پابندی لگ جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تو ایک روایت ہے کہ جب کوئی واک آؤٹ کر جاتا ہے تو واپس لانا پڑتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ہم لاء منسٹر صاحب کے حکم سے اور ان کی تجویز پر باہر جانے کے لئے تیار ہیں [*****] تو ہم ان کی طرف سے ان کو کہہ دیں کہ فی الفور پابندی لگا دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: [*****] الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب جو بار بار بات کر رہے ہیں اگر میں پھر کچھ کہوں گا تو رانا صاحب میرے ساتھ جھگڑا شروع کر دیں گے۔ پرویز مشرف صاحب اس ملک کے آئینی صدر ہیں (قطع کلامیاں)

میری بات سن لیں۔ میں نے ابھی دس منٹ پہلے کہا تھا کہ آپ ایک نہیں سو تحریکیں چلائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اپنی آئینی مدت پوری کر کے جائیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: آئین کو پامال کرنے والا اور ملک پر قبضہ کرنے والا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: That may be your point of view بات یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جو بات کی ہے، اگر آپ نے صحافی صاحبان کو لے کر آنا ہے تو انھیں لے آئیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پندرہ کروڑ عوام میں کوئی بھی آدمی پتنگ بازی کے حق میں نہیں ہے۔ صرف ایک جنرل مشرف ہے اور یہ لوگ اس سے ڈرتے ہوئے اس کے ساتھ ہیں۔ دل سے یہ بھی ان کے ساتھ نہیں ہیں۔ یہ بھی چاہتے ہیں کہ پتنگ بازی پر پابندی لگنی چاہئے۔ راجہ صاحب بالکل پتنگ اڑاتے اور نہ ہی بسنت مناتے ہیں تو ان کے خوف میں مبتلا ہیں یا تو راجہ صاحب کہیں کہ انھوں نے بسنت منانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب آپ کے ساتھ جا رہے ہیں۔ آپ پہلے صحافی صاحبان کو واپس لے آئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا مؤقف یہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب! آپ پہلے صحافی صاحبان کو لے آئیں اس کے بعد موقف بیان کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا مؤقف ہے کہ اس پر پابندی ہونی چاہئے اور انھوں نے صحیح بائیکاٹ کیا ہے۔ میں کیسے کہہ سکتا ہوں کہ وہ واپس آئیں۔ آج ایک پانچ سال کا بچہ مر گیا ہے اور پانچ زخمی پڑے ہوئے ہیں۔ آپ کہہ رہے ہیں کہ خون کی ہولی میں ان کا ساتھ دیں۔ I am not in favour of this میں چاہتا ہوں کہ پتنگ بازی پر فی الفور پابندی ہونی چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پہلے صحافی صاحبان کو House میں لے آئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے صحیح کیا ہے۔ جب جان محفوظ نہیں ہے، روز آپ

دیکھیں کہ کوئی ٹرین کے نیچے آکر مر رہا ہے، کوئی موٹر سائیکل والا گر رہا ہے۔آپ نے اس سے کیا نکالنا ہے؟ یا تو لاء منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ ان کا ہدف یہ ہے کہ ڈیڑھ سو مریں گے تو پھر یہ پابندی لگائیں گے۔ ہم تو احتجاج کرتے ہیں کہ اس پر فوری پابندی عائد کی جائے۔اب میں کیسے جاکر انھیں کہہ دوں؟

(اس مرحلہ پر چودھری ظہیر الدین پریس گیلری کے صحافیوں کو واپس
لانے کے لئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا کوئی مقصد تھا؟ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔جب تک صحافی صاحبان نہیں آئیں گے اس وقت تک اس کا کوئی مقصد نہیں ہے۔ انھوں نے resist کیا اور آپ نے point raise کر دیا ہے۔ایک ہی بات ہے۔اب اس پر بار بار اختراع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جب آپ بار بار اسی معاملے پر بات کریں گے تو بات ایک ہی ہے It is one of the same

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! کل رانا ثناء اللہ صاحب، رانا آفتاب احمد، سمیع اللہ خان، حسن مرتضیٰ اور ہمارے دیگر ساتھی اس شایان بچے کے گھر گئے جو پتنگ بازی کی بھینٹ چڑھ چکا ہے۔آپ یقین کریں کہ ہم جونہی اس علاقے میں گئے تو اس علاقے کے تمام لوگ باہر آ گئے اور انھوں نے وہاں پر اپنی شدید resentment show کی، نعرہ بازی کی اور موجودہ حکمرانوں کے خلاف نوحہ خوانی کی۔لوگوں کے بچے مر رہے ہیں، مائیں حواس باختہ ہیں۔اس بچے کی والدہ نے ہمارے سامنے باہر نکل کر سینہ کوبی کی اور اس حکومت کو پیٹنا شروع کیا اب مجھے تو اس بات پر حیرانگی ہے کہ وزراء جو ہیں انہوں نے شاید ایک دوسرے کے ساتھ اس بات کی باری لگائی ہے اور میں on the floor of the House یہ کہنا چاہتا ہوں۔[**********]

جناب قائم مقام سپیکر: یہ پنجاب گورنمنٹ کا معاملہ ہے، صدر مشرف کا پنجاب گورنمنٹ سے کیا واسطہ ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا![**********]

---

* بحکم جناب قائم مقام سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہر بات میں جنرل مشرف کو لے آتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: یہ کام بھی انہوں نے کسی بریگیڈئر کے ذمے لگانا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہر بات میں جنرل مشرف کو لے آتے ہیں۔ میں اسے ریکارڈ سے expunge کرتا ہوں۔ جو بات پنجاب حکومت کے اپنے اختیار میں ہے وہ پنجاب حکومت ہی کرے گی۔ آپ صوبائی حکومت کی اتھارٹی کو کیوں چیلنج کرتے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! آپ خود سوچیں کہ وزیر قانون سے لے کر پنجاب حکومت کا کوئی بندہ شایان کے گھر نہیں گیا اور 302 کی بجائے 222 کا پرچہ دے دیا گیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ وزیر اعلیٰ ان کے گھر خود جاتے، وزراء کو چاہئے تھا کہ وہ جاتے۔ اس حوالے سے یہ حکومت بالکل بے حس ہے اور یہ ان بچوں کی ماؤں کی بد دعائیں لے رہے ہیں، ان کی بہنوں کی اور معصوم بچوں کی بد دعائیں لے رہے ہیں۔ پورا پنجاب بلکہ پورا پاکستان اس پر سراپا احتجاج ہے۔ آج ہمارے صحافی بھائی بھی اس مسئلے پر احتجاج کر کے گئے ہیں اور انہوں نے ایوان کی کارروائی کا بائیکاٹ کیا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگتی۔ یہ کیوں نہیں چاہتے کہ یہ قتل عام بند ہو؟ معاشی قتل یہاں پر ہو رہا ہے، سیاسی قتل یہاں پر ہو رہے ہیں۔ detention لوگوں کی کی جا رہی ہے۔ لوگوں کے بچے مر رہے ہیں اور حکومت چین کی بانسری بجا رہی ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: فرمائیں!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گی کہ کوئی بھی یہاں پر بات ہوتی ہے۔ بارش آ جاتی ہے آندھی آ جاتی ہے تو ہماری معزز اپوزیشن جنرل مشرف کو درمیان میں لے آتی ہے۔ ان کو فوبیا ہو چکا ہے۔ پہلے جب پرانی اپوزیشن تھی، ان کا تہوار منایا جا رہا تھا انہوں نے کہہ دیا تھا کہ نواز شریف نے بارش کروا دی ہے۔ ادھر بھی یہی ہے کہ ان کو فوبیا ہو چکا ہے۔ ہر وقت جنرل مشرف، جنرل مشرف کہتے رہتے ہیں۔ جس مسئلے پر بات ہوتی ہے اس پر یہ بات نہیں کرتے۔ ہم بھی پتنگ بازی کی مذمت کر رہے ہیں اس پر گورنمنٹ کا بل بھی آ رہا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم کوئی مثبت بات کریں اور مثبت اقدامات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کے بعد Call Attention Notice کو لیتے ہیں۔ چودھری زاہد پرویز صاحب اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

توجہ دلاؤ نوٹس

ڈیفنس لاہور میں پولیس ناکے پر بنک آفیسر کا قتل

485: چودھری زاہد پرویز اور لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 18 اور 19۔ نومبر 2005 کی درمیانی شب ایک بنک آفیسر امجد علی شاہ اپنے دوست کے ہمراہ گاڑی میں ڈیفنس سے کیو بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور اپنی رہائش گاہ آ رہا تھا کہ پولیس ناکے پر ان کی گاڑی روک کر چیکنگ کی گئی اور جب گاڑی ناکے سے آگے نکلی تو ایک گولی چلائی گئی جس سے امجد علی شاہ کی گردن ڈھلک گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے پہلے تو مقدمہ قتل سے بچنے کے لئے واقعہ کو گول مول کر دیا اور بعد ازاں اپنی مرضی سے نامعلوم افراد کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس واقعہ کی انکوائری کروائی گئی ہے اور اس واقعہ میں ملوث پولیس اہلکاران کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا ہے، کیا اس میں ملوث افراد کو گرفتار کر لیا گیا تفصیل بیان کی جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) درست نہ ہے بلکہ اصل حالات اس طرح سے ہیں کہ منظور احمد نے 19۔ نومبر 2005 کو مقامی پولیس تھانہ فیکٹری ایریا کو بیان دیا کہ وہ پنجاب فاؤنڈیشن گورنمنٹ سوسائٹی میں بطور ڈائریکٹر سروس کرتا ہے۔ آج مورخہ 19۔ نومبر 2005 کو تقریباً ڈیڑھ بجے رات ہمراہ سید امجد علی شاہ سید عاطف بشیر اور سید علی عباس ساکن ہائے 568 کیو ماڈل ٹاؤن اپنے دوست کے گھر ڈیفنس سے کھانا کھا کر ٹیوٹا پراڈو نمبر 7983 ایل زیڈ آر براستہ غازی روڈ اپنے گھر جا رہا تھا جب پولیس ناکہ cross کر کے غازی روڈ بالمقابل پنجاب ہاؤسنگ سوسائٹی پر پہنچا تو نامعلوم شخص کی گولی میری گاڑی کی باڈی

کو پیچھے کی طرف سے cross کر کے سید امجد علی شاہ کو کمر پر بائیں جانب لگی جس سے سید امجد علی شاہ آگے کو جھک گئے۔ برائے علاج معالجہ اتفاق ہسپتال پہنچنے پر ڈاکٹروں نے سید امجد علی شاہ کو گولی لگنے کی وجہ سے ہلاکت کی تصدیق کر دی۔ مدعی کے بیان پر مقدمہ نمبر 2005/926 بجرم 302 ت۔ پ مورخہ 19۔نومبر 2005 کو نا معلوم ملزمان کے خلاف تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہو چکا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ وقوعہ ہذا مورخہ 19۔نومبر 2005 کو سرزد ہوا اور فوری طور پر اسی تاریخ کو مقدمہ نمبر 926 زیر دفعہ 302 ت پ مدعی منظور احمد ولد حاجی حسن قوم ارائیں سکنہ 85 بلاک k ماڈل ٹاؤن لاہور کے بیان پر تھانہ فیکٹری ایریا میں درج ہوا۔ مدعی مقدمہ نے از خود بیان دیا کہ ان کی کسی سے دشمنی یا عداوت نہ ہے۔

(ج) جز ہائے (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے۔اس وقوعہ کے بارے میں مدعی منظور احمد کے بیان پر مقدمہ درج ہو کر تفتیش بذریعہ مشرف جاوید اے۔ ایس۔ آئی انویسٹی گیشن عمل میں لائی گئی۔ مقدمہ ہذا میں کوئی پولیس اہل کار ملوث نہ پایا گیا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! اس مقدمے میں کیا کوئی ملزم پکڑا گیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: فی الحال کوئی ملزم نہیں پکڑ گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: فی الحال کوئی ملزم نہیں پکڑا گیا۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! چار ماہ سے پولیس کی کارکردگی کیا ہے؟ پولیس کو آپ نے اتنی مراعات دے رکھی ہیں، پولیس کا ناکہ وہاں پر لگا ہوا تھا۔ اگر اس وقت کوئی نہیں پکڑا گیا تو اب چار مہینے ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک کسی کو پکڑا ہی نہیں گیا۔

راناآفتاب احمد خان: یہ پھر untraced murder کی لسٹ میں ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں untraced نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا اس میں مزید تفتیش کی جا رہی ہے۔ ابھی مدعی نے ایک تتمہ بیان دیا ہے جس تتمہ بیان کے مطابق اس نے یہ بھی انکار کیا ہے اس کے ساتھ جو دو ملزمان تھے وہ نہیں تھے۔ اب پولیس کو نئی direction ملی ہے۔ اب ان لائنز پر پولیس تفتیش کر رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر550 جناب محمد وقاص کا ہے۔ جی، وقاص صاحب!

لاہور میں پتنگ کی ڈور سے کم سن بچے کی ہلاکت اور حکومتی اقدامات

550 جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 6-مارچ 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق گلبرگ کے علاقے میں قاتل ڈور نے باپ کی گود میں چار سالہ بچے کی گردن تن سے جدا کر دی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس روز کئی اور ہلاکتیں بھی محض پتنگ بازی کی وجہ سے ہوئیں؟ حکومت نے اس سلسلہ میں ابھی تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

(ج) کیا معصوم بچے کی ہلاکت پر کائٹ ایسوسی ایشن کے ذمہ داران کے خلاف قتل کی ایف آئی آر درج کرنے کا ارادہ ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) جناب والا! یہ درست ہے کہ مورخہ 2005-3-5 کو بوقت 6 بجے شام محمد رضوان ولد محمد اشرف سکنہ پرانا دھوبی گھاٹ سانده لاہور اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ اپنے سسرال مکہ کالونی گلبرگ موٹر سائیکل پر جا رہا تھا۔ موٹر سائیکل کی ٹینکی پر اس کے بیٹے شایان عمر 4 سال اور ضیاء عمر 6 سال بیٹھے ہوئے تھے۔ جب pace کے سامنے پہنچے تو اچانک سامنے سے ایک ممنوعہ تیز دھار ڈور تھی جو اس کے بیٹے شایان کے گلے پر پھر گئی جس سے اس کی شہ رگ کٹ گئی اور اس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس روز کئی اور ہلاکتیں بھی محض پتنگ بازی کی وجہ سے ہوئیں۔ یہ درست نہ ہے اور اس روز مزید کوئی ہلاکت نہ ہوئی ہے۔

(ج) انہوں نے یہ پوچھا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟ میں اس کی تفصیل ابھی بیان کر دوں گا۔ وقوعہ ہذا کی بابت محمد رضوان کے بیان پر مقدمہ درج ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں عرض یہ کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں آج سے کچھ دن پہلے بھی یہ معاملہ House میں اٹھایا گیا اور کل بھی سمیع اللہ خان صاحب اس پر بات کرنا چاہتے تھے اور میں نے اس کا جواب بھی دیا لیکن اس کو تھوڑا سا میں افسوس کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ misconstrue کیا گیا۔ بات یہاں سے شروع ہوئی تھی کہ سمیع اللہ خان صاحب نے فرمایا تھا کہ حکومت جو ہے اس پر پابندی اس لئے نہیں لگا رہی کہ انہوں نے ایک مقتدر شخصیت کا نام لیا کہ شاید وہ لاہور آ رہے ہیں اور وہ بسنت منائیں گے اور اس کے بعد وہ واپس چلے جائیں گے تو پھر حکومت اس پر پابندی لگائے گی۔

حاجی محمد اعجاز: پابندی لگائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! پہلے میری بات سنیں۔ پھر بات وہیں پر ہے کہ آپ ان کو "لاہور آنے سے نہیں روک سکتے" وہ اس ملک کے منتخب صدر ہیں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: منتخب نہیں ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! آپ لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں گزارش کر رہا ہوں۔ آپ میری بات تو سن لیں۔ آپ تو اس طرح کر رہے ہیں کہ ایک issue ختم ہوا ہے، میں اس معزز ایوان میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح توہین رسالت کے معاملے میں آپ کے جذبات تھے، ہمارے جذبات تھے اسی طرح اس معاملے پر بھی ہمارے جذبات ہیں اور خدا کے لئے اس معاملے کو politicize نہ کریں۔ آپ کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اس کو کیوں politicize کرتے ہیں؟ (قطع کلامیاں)

چیف منسٹر صاحب نے آج سے تین دن پہلے یہ کہا ہے کہ اس سلسلے میں چونکہ ایک قانون بنا ہوا ہے اب اس قانون پر مکمل طور پر پابندی لگانے کے لئے انہوں نے اقدامات کرنے ہیں اس کے لئے ہمیں کوئی justification چاہئے۔ justification اس طرح کی کہ ہم نے ان لوگوں کو راہ راست پر لانے کی پوری کوشش کی ہے اور انہیں راہ راست پر کس طرح لائے ہیں۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری کے صحافی واک آؤٹ ختم کر کے
واپس پریس گیلری میں تشریف لے آئے)

MR. ACTING SPEAKER: I welcome the press back.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں اور اپنی بات کو دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ کل اس معزز ایوان میں جو بات ہوئی تھی وہ اس حوالے سے ہوئی تھی کہ حکومت kite flying یا اس طرح کی ڈور پر مکمل پابندی لگانے کے لئے کس بات کا انتظار کر رہی ہے اور اس میں میرے بھائی جناب سمیع اللہ صاحب نے ایک مقتدر شخصیت کا نام لیا، انہوں نے کہا کہ شاید حکومت پنجاب اس بات کا انتظار کر رہی ہے کہ وہ واپس چلے جائیں تو پھر پابندی لگائی جائے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے جواب میں، میں نے یہ کہا تھا کہ کسی کے لاہور آنے جانے پر پابندی نہیں لگائی جا سکتی۔ دوسرا میں نے یہ کہا تھا اور میں تسلیم کرتا ہوں کہ جیسے انہوں نے point out کیا کہ میں نے کہا کہ اگر آپ روکنا چاہتے ہیں تو روک لیں۔ میں نے شاید جذبات میں وہ کہا لیکن میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر یہ نہیں کہا کہ حکومت بسنت کی سرپرستی کرے گی، کوئی آ کر بسنت منائے گا۔ میں آج بھی اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اس kite flying کے سلسلے میں جو آپ کے جذبات ہیں وہی treasury benches کے جذبات ہیں اور وہی پورے صوبے کے عوام کے جذبات ہیں اور ان جذبات کی ترجمانی جناب وزیر اعلیٰ خود کر چکے ہیں اور انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں اس کھیل کو مزید برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے دو دن پہلے یہ کہا تھا کہ ان لوگوں کو warning دی جائے اور جو لوگ warning کے باوجود اس بات کو سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہیں ان کے خلاف کریک ڈاؤن کیا جائے۔ سب سے پہلے میں آپ کو کریک ڈاؤن کے سلسلے میں بتانا چاہتا ہوں کہ صرف چوبیس گھنٹے کے اندر اس وقت تک ہم نے دھاتی تار، تندی یا اس سارے کھیل میں جو بھی اشیاء ممنوعہ ہیں ان کا ایک ٹرک کا لوڈ fore feed کیا ہے اور تقریباً 583 افراد جو اس میں ملوث پائے گئے ہیں ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ 598 مقدمات درج کئے گئے ہیں۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے کے عوام کے جان اور مال کے تحفظ کی ذمہ داری موجودہ وزیر اعلیٰ اور گورنمنٹ آف پنجاب کی ہے۔ جب کوئی ایک کھیل حد سے زیادہ خطرناک صورتحال اختیار کر جائے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کیوں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے کہیں کہ نہیں جی اس پر پابندی نہیں لگنی چاہئے اور اس کو جاری رہنا چاہئے۔ خدا کے لئے آپ ذہن سے یہ بات نکال دیں کہ بشمول وزیر اعلیٰ پنجاب، صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان یا وزراء میں

سے کوئی بھی اس طرح کے کھیل میں ملوث ہے، اس قسم کے کسی کھیل کی سرپرستی کرنا چاہتا ہے اور نہ کرے گا۔ میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک ہم نے جو کارروائی کی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور ابھی یہاں شیخ اعجاز صاحب نے فرمایا کہ اس بچے کے گھر کوئی نہیں گیا۔ ابھی وزیراعلیٰ پنجاب وہاں سے خود ہو کر آ رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب! آپ نے بات ابھی کی ہے۔ آپ پہلے میری بات سن لیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! آپ لاء منسٹر کو بات مکمل کر لینے دیں۔ آپ کو بعد میں موقع دیں گے۔ آپ بیٹھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کر رہا ہوں کہ تھوڑا سا صبر سے کام لیں۔ اب یہ نہیں ہو سکتا کہ یہاں پر کھڑے ہو کر میں کہوں کہ فلاں کو پکڑ لیں اور وہ پکڑ لیا جائے، میں کہوں کہ فلاں قانون ختم کر دیں اور وہ ختم ہو۔ اس کا فیصلہ وزیراعلیٰ پنجاب نے کرنا ہے اور اس معزز ایوان کے جذبات ان تک پہنچانا ہمارا فرض بنتا ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف آپ کے جذبات بلکہ معزز پریس کے جذبات بھی ان تک پہنچائیں گے۔ ان سے گزارش کریں گے کہ خدا کے لئے جتنا جلد سے جلد ہو سکتا ہے اس پر پابندی لگائیں اور بتائیں ہم کیا کریں؟ آپ پہلے میری بات سن لیں۔ آپ نے تو زبانی بات کرنی ہے۔ میرے بھائی! جن کے موٹر سائیکل جلے تھے وہ بھی compensation ہم نے دی ہے۔ جنہوں نے آگ لگانی تھی وہ تو آگ لگا کر چلے گئے لیکن compensation گورنمنٹ کو دینی پڑی۔ اب بھی اس میں جو لوگ ہلاک ہو رہے ہیں ان خاندانوں کو معاوضہ دینے کا اعلان وزیراعلیٰ پنجاب کر رہے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب! آپ سمجھ دار آدمی ہیں۔ پہلے ان کو تقریر ختم کرنے دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے اپنی بات مکمل کر لی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ابھی ان کی بات ختم نہیں ہوئی۔ وہ بیٹھیں گے پھر آپ کو موقع دیں گے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں معزز ایوان کے جذبات وزیراعلیٰ صاحب کو پہنچائے جائیں گے۔ صحافی بھائیوں کے جذبات بھی پہنچائے جائیں گے۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے اور ہمارے معزز منسٹر صاحب اور جو بھی بھائی باہر گئے تھے ان

کا یہ فرمانا ہے کہ ان کے ساتھ یہ طے ہوا ہے کہ اگر کسی صحافی بھائی کا نقصان ہو گا اس کو بھی compensate کریں گے۔ جو لوگ زخمی ہوئے ہیں یا متاثرین ہیں انہیں بھی ہم compensate کریں گے۔ آج ہی ہم سارے وزراء صاحبان وزیر اعلیٰ صاحب کو اس کھیل پر پابندی لگانے کے لئے اس معزز ایوان کی بات پہنچائیں گے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا کے لئے عوام کے حقوق کے جتنے آپ custodian ہیں اتنے ہی ہم custodian ہیں اور ہم عوامی جذبات کے منافی کوئی قانون برداشت نہیں کریں گے۔ یہ ہم categorically کہہ رہے ہیں۔ اس کے لئے ایک مناسب طریق کار ہے جو اختیار کیا جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ وہی فیصلہ کیا جائے گا جو عوامی جذبات کا مظہر ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: بگو صاحب۔ (قطع کلامیاں)

حاجی محمد اعجاز: اگر کوئی آدمی یا بچہ مر جائے گا تو حکومت پنجاب اس کے لواحقین کو compensate کرے گی تو کیا اس سے وہ واپس آ جائے گا؟ یہ کیسے compensate کریں گے۔ ایک آدمی مر جائے گا تو کیا اس کی زندگی لوٹائی جا سکتی ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: یقین جانیے کہ جب انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کے بعد وزراء کو لے جا کر اس پر فیصلہ کرائیں گے تو اس سے آپ کا اصل مقصد حل ہو رہا ہے۔ ٹریژری بنچز اور آپ بھی سب اس بات پر متفق ہیں اور جس کسی کا کوئی نقصان ہوا ہے تو اس کا ازالہ کیا جا رہا ہے۔ وہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ آپ بیٹھیے۔ پہلے بگو صاحب بات کریں گے پھر میں آپ کو موقع دوں گا۔ (قطع کلامیاں)

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! Democratic Houses میں بات کرنے کا ایک طریق کار ہوتا ہے۔ آٹھ آدمی ایک وقت میں بات کر رہے ہیں وہ خود نہیں طے کر پا رہے کہ انہوں نے کیا بات کرنی ہے؟ آپس میں اتنی تو یکجہتی ہونی چاہئے کہ کسی ایک کو سربراہ بنا کر بات کریں اور جب بات کر لیں تو دوسرے کی بات بھی سنی جائے۔

وزیر جیل خانہ جات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیے!

وزیر جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہاں ابھی بحث چل رہی تھی اور ہمارے صحافی بھائیوں نے بھی اس پر walkout کیا کہ پتنگ بازی پر ban کیا جائے۔ تمام House کے جذبات on the floor

of the Houseآئے۔ concerned Minister نے یہ کہا کہ ہم ان کے ان جذبات کا احترام بھی کرتے ہیں اور ہم وہ concerned forum پر پہنچائیں گے اور راجہ بشارت نے کہا کہ ہم ان کی منت کریں گے کہ اس کو جلد سے جلد ختم کریں۔ ہر کام کا ایک طریق کار ہے۔ اس طریق کار کے مطابق اس کام کو نہ لیا جائے تو وہ ختم نہیں ہوتا۔ جب تمام House کے جذباتon the floor of the Houseآئے، صحافیوں کے آئے، لاء منسٹر نے commitmentکی کہ میں ان جذبات کو چیف منسٹر تک پہنچاؤں گااور ہم اس پر positive resultلیں گے۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر!اگر لاء منسٹر ان کے جذبات کے خلاف بات کریں تو پھر ضرور بحث ہونی چاہئے کہ متعلقہ وزیر ہمارے جذبات کا احترام نہیں کر رہے۔ وہ جب جذبات کا احترام بھی کر رہے ہیں اور متعلقہ کارنر تک پہنچا بھی رہے ہیں۔ یہ بھی کہا کہ ہم منت کریں گے کہ اس پرbanلگایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرا خیال ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی اپنی رائے بھی یہی ہو گی۔ منت کرنے کی کیا بات ہے، ان کی اپنی رائے بھی یہی ہو گی۔ اب اس بات پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: میں اسCall Attention Noticeکے بارے میں واضح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ تمام Houseکی رائے ہے اور لاء منسٹر کی طرف سے categorically assuranceدی گئی ہے۔ میں اس نہج پر پہنچا ہوں کہ اس پر جلد عملدرآمد ہو گا اور اس House، اس پریس اور عوام کی خواہشات کے مطابق اس پر فوری طور پر عمل کیا جائے گا۔ میں اس کو dispose ofکرتا ہوں۔ اس پر جلد عملدرآمد کیا جائے گا۔ اب نماز ظہر کے لئے آدھے گھنٹے کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(اس مرحلہ پر نماز ظہر کے وقفہ کے بعد محترمہ چیئرپرسن محترمہ مصباح کوکب کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک استحقاق

محترمہ چیئر پرسن:اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: میڈم!ایک بہت ضروری بات ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔پہلی تحریک استحقاق نمبر67ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ نماز کے وقفہ سے پہلے راجہ صاحب نے اپنی statement دی تھی اور پتنگ بازی سے متعلق معاملہ زیر بحث تھا اسی پر ہم بات کرنا چاہتے ہیں کیونکہ راجہ صاحب نے جو فرمایا ہے کہ 583آدمیوں کے خلاف مقدمہ درج ہو گیا ہے، 598 مقدمات ہم نے درج کر لئے ہیں اور ایک ٹرک ڈور کا ہم نے برآمد کر لیا ہے۔ پھر یہ سارے جھگڑے کس کے لئے ہیں؟اگر گورنمنٹ کی intention یہ ہے کہ وہ اس برائی سے جان چھڑوانا چاہتی ہے تو یہ اس پر پابندی کیوں نہیں لگا دیتے، کون سا امر ان کو مانع ہے، یہ 598 مقدمے درج کرنے کی کیا ضرورت ہے اور 583لوگوں کو گرفتار کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ بات وہی ہے کہ یہ بات اخبارات میں آئی ہے کہ جنرل مشرف جو ہے وہ12تاریخ کو بسنت۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، لاء منسٹر صاحب!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان:پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر ہو ہی نہیں سکتا۔اب وزیر قانون کو قانون کون سمجھائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے ہیں۔آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: وزیر قانون کو آپ قانون سمجھائیں، انہیں rules سمجھائیں کہ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم!وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے۔

محترمہ چیئر پرسن: رانا ثناء اللہ صاحب!۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: میں اپنی بات ایک منٹ میں ختم کر رہا ہوں، only one point left میں بات ختم کرتا ہوں اس کے بعد یہ جواب دے دیں۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ ایک لمحے کے لئے تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ جو اتنا سارا جھگڑا ہے آخر یہ کس لئے ہے؟ یہ بات باقاعدہ اخبارات میں آئی ہے اور پھر اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ آج کے بعد راجہ صاحب! اگر ایک بھی شہری ہلاک ہوتا ہے، ایک بھی بچہ ہلاک ہوتا ہے تو اس کا براہ راست مقدمہ جو ہے وہ حکومت پنجاب کے خلاف 302 کا مقدمہ کٹنا چاہئے کیونکہ یہ جو extension ہے، جو سپریم کورٹ سے انھوں نے اجازت لی تھی یا انھوں نے کوئی ٹائم مقرر کیا تھا وہ تو آج ختم ہو رہا ہے۔ اس کے بعد چار دن کی extension باقاعدہ انھوں نے request کر لی ہے اور وہ اسی لئے لی ہے اور یہ اخبارات میں بھی آیا ہے کہ جنرل مشرف صاحب جو ہیں وہ بسنت اور پتنگ بازی کے بڑے رسیا ہیں، وہ 12 تاریخ کو آ رہے ہیں اور اس کے لئے یہ حیلے بہانے تلاش کر رہے ہیں۔ یہ on the floor of the House اس بات کا یقین دلائیں کہ یہ آج نہیں تو صبح اس بات کو announce کریں اور اس پر پابندی لگنی چاہئے۔ فی الفور کا مطلب، فی الفور ہی ہوتا ہے۔ فی الفور کا مطلب جو ہے وہ 12 تاریخ کے بعد نہیں ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیے پلیز۔ جی، لاء منسٹر صاحب! (قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ اس continuity کی بات کر رہے تھے کہ چونکہ پہلے ایک بات چل رہی تھی تو انھوں نے اپنا موقف بیان کرنا تھا بہر حال وہ بات ہو چکی۔ میڈم! گزارش یہ ہے کہ کل بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ایک issue پر بات شروع ہوتی ہے اس کو پھر کسی نتیجے پر پہنچنا چاہئے اور بات ختم ہو جاتی ہے لیکن ہمارے یہاں problem یہ ہے کہ ہم جس وقت چاہیں، جو بات چاہیں ہم پھر نئے سرے سے اس کو شروع کر لیتے ہیں۔ آپ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے یعنی آپ کے صدارت فرمانے سے پہلے یہ بات ہوئی، بات ہونے کے بعد جب نماز کا وقفہ کیا جا رہا تھا تو اس وقت سپیکر صاحب نے Chair کی طرف سے categorically یہ رولنگ دی کہ حکومت اس مسئلے کو جلد از جلد حل

کرے اور اس کے بعد انھوں نے نماز کے لئے وقفہ کر دیا۔ یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے۔ اب نماز کا وقفہ ختم ہوا ہے تو پھر نئے سرے سے بات شروع کر دی گئی ہے۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ انتہائی positive note پر یہ بات ختم ہوئی تھی۔ انتہائی تحمل کے ساتھ سارے دوستوں نے بات کی، اپنا اپنا موقف بیان کیا اور ہم نے ان کا موقف سنا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس کو دوبارہ نئے سرے سے agitate کر کے take up کرنا مناسب نہیں ہے۔ اس issue پر اب اپوزیشن کا واک آؤٹ کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بات کو دوبارہ نہ اٹھایا جائے جو کہ پہلے ہو چکی ہے۔ اس بابت حکومت کا موقف آ چکا ہے، سپیکر صاحب کی رولنگ آ چکی ہے یعنی ساری بات طے ہو چکی ہے۔ اب اسے بار بار اٹھانا مناسب نہیں ہے۔ ہاں اگر ان کو واک آؤٹ کا شوق ہے پھر کر لیں۔

محترمہ چیئرپرسن: راجہ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ رانا صاحب! اس موضوع پر بات ہو چکی ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میڈم! میں بات کو ختم کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ Chair نے رولنگ دے دی ہے۔ یہ درست ہے کہ Chair کی طرف سے رولنگ دی گئی ہے کہ اس معاملے کو جلد از جلد resolve کیا جائے، اس پر پابندی لگائی جائے۔ اب جلد از جلد سے مراد آیا 12۔ مارچ کے بعد ہے یا اس سے پہلے ہے؟ وزیر قانون صاحب صرف اتنا بتا دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ گزارش یہ ہے کہ Chair کی طرف سے جو رولنگ دی گئی ہے وہی وزیر اعلیٰ کی خدمت میں پیش کی جائے گی اس پر وہ جو مناسب فیصلہ کریں گے اس بابت معزز ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: ایک طرف تو پورے House کا consensus ہے، Chair کی رولنگ ہے۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ رولنگ وزیر اعلیٰ کی شان میں پیش کی جائے گی اور اس کے بعد ان کی جو مرضی ہو گی وہ حکم صادر فرمائیں گے، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ وزیر اعلیٰ صاحب بھی Chair کی رولنگ کے پابند ہیں۔ یہ بے شک 12 گھنٹے لے لیں، 24 گھنٹے لے لیں۔ جلد سے جلد مراد یہ تو نہیں ہے کہ جب ان کی مرضی ہو حکم صادر فرمائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب نے آخر میں جو statement دی ہے یہ پورے House کو degrade کرنے والی بات ہے۔ پورے House اور Chair کی رولنگ وزیر اعلیٰ صاحب کو پیش کی جائے گی، آگے ان کی مرضی ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ جی، ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میڈم! میں پوائنٹ آف آرڈر پر اپنے اپوزیشن ممبران سے یہ گوش گزار کرنا چاہتی ہوں کہ قوم کو سنوارنے کی ذمہ داری ہر فرد پر عائد ہوتی ہے۔ اپوزیشن ہر وقت واویلا مچائے رکھتی ہے۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب ہیڈ ماسٹر لگے ہوئے ہیں کہ وہ ڈنڈا لے کر ساری قوم کو بتائیں۔ قوم کی اصلاح اس طرح نہیں کی جاتی ہے۔ یہ اپنے بچوں کو پیسے دیں اور نہ ہی اپنے کوٹھوں پر پتنگیں اڑانے دیں۔ نہ اپنے بھانجوں اور بھتیجوں کو پتنگیں اڑانے دیں۔ یہ ان کو خود فرداً فرداً ذاتی طور پر منع کریں۔ یہ لوگوں میں شعور پیدا کریں، محلوں میں جائیں اور لوگوں سے درخواست کریں یہ تنخواہیں کس لئے لیتے ہیں، کیا ساری ذمہ داری وزیر اعلیٰ کی ہی ہے؟ ان کی بھی کچھ ذمہ داری بنتی ہے، ساری ذمہ داری حکومت کی نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: محترمہ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیں۔ آپ ایک لمحے کے لئے پہلے مجھے سنئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میڈم! پوائنٹ آف آرڈر۔ گزشتہ تین روز سے میں بات کرنا چاہ رہی ہوں لیکن مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا جا رہا۔ شاید میرے House میں بات کرنے پر پابندی ہے کہ مجھے اجازت ہی نہیں دی جا رہی۔

محترمہ چیئر پرسن: سمیع اللہ خان صاحب! میں نے آپ کو floor نہیں دیا۔ ابھی ہم تحریک استحقاق شروع کر رہے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 67، ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈی پی او ملتان کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات سے انکار

(---جاری)

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب والا! یہ پیش ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending کی ہوئی تھی وزیر قانون نے اس کا جواب دینا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سمیع اللہ خان: کل انھوں نے میری بات پر response دیتے ہوئے جو جذباتی کلمات کہے وہ آج اخبارات کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے میں کہنا چاہوں گا۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: سمیع اللہ خان صاحب! اس حوالے سے تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دے رہی۔ ہم تحاریک استحقاق شروع کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب! آپ اپنی تحریک پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)
آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ آپ سب حضرات تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق کے بعد آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان: محترمہ! ہم نے اس موضوع پر لازماً بات کرنی ہے۔ آج حکومت کی طرف سے ہمیں House میں کوئی assurance دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ پنجاب حکومت پرویز مشرف کے بسنت منانے کا انتظار کر رہی ہے، پنجاب حکومت اتوار کا انتظار کر رہی ہے۔ (قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرپرسن: عظمیٰ بخاری صاحبہ، سمیع اللہ خان صاحب، محمد وقاص صاحب آپ سب تشریف رکھیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق کے بعد آپ کو موقع دیا جائے گا۔ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی تحریک استحقاق پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم! میری معزز رکن سے بات ہوئی ہے۔ ڈی پی او ملتان کو پیر کے دن لاہور بلایا گیا ہے۔ میں نے معزز رکن کی خدمت میں گزارش کی تھی کہ انشاء اللہ تعالیٰ پیر کے دن ان کی ڈی پی او ملتان سے ملاقات کروائیں گے۔ اگر ملاقات کے بعد معزز رکن مطمئن نہ ہوئے تو پھر میں اس تحریک کی مخالفت نہیں کروں گا۔ لہذا آپ اس تحریک کو Monday تک pending فرمالیں۔

محترمہ چیئرپرسن: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی تحریک کو Monday تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سمیع اللہ خان: محترمہ! جیسا کہ رانا ثناء اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ آج بھی اس House میں کوئی assurance دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میڈم! آپ House کی کارروائی کو آگے چلائیں۔ آپ ان کے مائیک بند کروا دیں۔

جناب محمد وقاص: محترمہ! ہم اتوار کو لاہور میں یوم سیاہ منائیں گے، سیاہ جھنڈے لہرائیں گے۔

(معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے بسنت نامنظور، بسنت نامنظور کے نعرے)

محترمہ چیئر پرسن: سمیع اللہ خان صاحب، محمد وقاص صاحب، آپ سب تشریف رکھیں۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سمیع اللہ خان: جنرل پرویز مشرف اتوار کو لاہور میں اس جگہ، اس حویلی میں بسنت منانے کے لئے آرہے ہیں کہ جس جگہ کے بارے میں ہماری ایک خاتون رکن پہلے بہت کچھ بتا چکی ہیں کہ وہاں کیا کیا کچھ ہوتا ہے۔ یعنی جنرل پرویز مشرف اس شاہی محلے میں بسنت منانے آرہے ہیں۔ آپ ہمیں اس اہم موضوع پر بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہیں لہذا ہم احتجاجاً ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

محترمہ چیئر پرسن: سید احسان اللہ وقاص صاحب! تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 7 جناب امتیاز احمد لالی صاحب!

جناب امتیاز احمد لالی: محترمہ چیئر پرسن! میں تحریک استحقاق نمبر 7 واپس لیتا ہوں۔ اس کے بعد میری تحریک استحقاق نمبر 10 ہے اسے take up کر لیا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن: تحریک استحقاق نمبر 7 dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 8، چودھری خضر الیاس ورک صاحب کی طرف سے ہے لیکن انھوں نے اسے pending کرنے کے لئے استدعا کی ہے لہذا یہ تحریک استحقاق pending کی جاتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 10 جناب امتیاز احمد لالی صاحب!

ایس ایچ او تھانہ لالیاں کا معزز رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار اور بے بنیاد ایف آئی آر کا اندراج

جناب امتیاز احمد لالی: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 3۔مارچ 2006 بوقت 6.00 بجے شام اپنے حلقہ کے ایک رفاہ عامہ کے کام کے سلسلہ میں تھانہ لالیاں گیا۔ ڈیوٹی پر موجود اے ایس آئی محمد اسلم کی زبانی پتا چلا

کہ عاطف عمران قریشی ایس ایچ او تھانہ لالیاں کسی کام کے سلسلہ میں جھنگ گیا ہوا ہے۔ میں نے بذریعہ ٹیلی فون ایس ایچ او عاطف عمران قریشی سے بات کرنا چاہی کہ میں اپنے حلقہ کے ایک رفاہی کام کے سلسلہ میں آیا ہوں لہذا اسے میرٹ پر کر دینا۔ ایس ایچ او موصوف نے کہا کہ اس وقت میں مصروف ہوں آپ کسی اور وقت تشریف لائیں۔ کام چونکہ فوری اور ضروری نوعیت کا تھا۔ اس لئے میں بضد ہوا کہ آپ مہربانی فرمائیں اور میری بات سن لیں لیکن ایس ایچ او نے میری بات سنے بغیر فون بند کر دیا۔ ڈیوٹی پر موجود اے ایس آئی محمد اسلم کو میں نے کہا کہ ایس ایچ او صاحب نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا میں اس کی شکایت ڈی پی او صاحب سے کروں گا۔ اے ایس آئی محمد اسلم نے کہا کہ ایس ایچ او آپ کے پابند نہیں ہیں۔ میں وہاں سے واپس چلا گیا۔ ایس ایچ او صاحب تھانے آئے تو اے ایس آئی محمد اسلم نے میرے بارے میں اسے بتایا تو ایس ایچ او عاطف عمران قریشی نے میرے خلاف ایک مفصل رپٹ روز نامچہ میں درج کی اور اسے ایس پی کو بھجوا دیا۔ جب میں نے ایس پی صاحب سے رابطہ کیا تو اس نے مجھے کہا کہ ایس ایچ او تھانہ لالیاں نے آپ کے خلاف ایک مفصل رپورٹ بھجوائی ہے جس کی میں انکوائری کر رہا ہوں۔ SHO/SP کی اس من گھڑت اور جھوٹی رپٹ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن: لالی صاحب! آپ کوئی short statement دینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاقات کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے۔

محترمہ چیئر پرسن: تحریک استحقاق نمبر 10 مجلس استحقاقات کے سپرد کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے
ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

تحاریک التوائے کار

محترمہ چیئر پرسن: اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! میری تحریک التوائے کار پیش ہو چکی ہے، گردیزی صاحب نے اس کا جواب دینا ہے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، یہ پیش ہو چکی ہے۔ وزیر برائے سپورٹس نے اس کا جواب دینا ہے۔

نئے سپورٹس رولز کی تشکیل سے ٹیکنیکل سٹاف کی ترقی میں رکاوٹ کا خدشہ

(۔۔۔جاری)

وزیر کھیل: محترمہ یہ تحریک التوائے کار جو شیخ صاحب نے پیش کی ہے اس میں انھوں نے "ڈان" اخبار کی خبر کی بنیاد پر دو issues کو بنیاد بنایا ہے۔ انھوں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ موجودہ نئے rules میں سٹاف کی promotions رک جائیں گی۔ دوسرا سپورٹس ڈیپارٹمنٹ میں جو ایم ڈی کی create post کی گئی ہے اس کے بارے میں بھی انھوں نے اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے۔ میں اس بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سپورٹس بورڈ ایک علیحدہ entity ہے اور پنجاب سپورٹس بورڈ کے ماتحت سپورٹس کا ایک ڈائریکٹوریٹ ہے جو سپورٹس کی activities کو look after کرتا ہے۔ پنجاب سپورٹس بورڈ 1985 میں قائم ہوا تھا اور 8-اپریل1985 کو پنجاب سپورٹس بورڈ کا آئین گزٹ کی صورت میں شائع کیا گیا تھا۔ اس آئین کے آرٹیکل 5 میں یہ لکھا ہوا ہے کہ:

Board shall have the powers to frame rules and regulations with the prior approval of the Government for the transactions of this business

اس کے ساتھ آرٹیکل نمبر 44 بھی اسی چیز کو reiterate کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بورڈ میں

Subject to the approval of the Government, the Board shall frame rules and regulations not inconsonant with the provision of the Constitution of the Board.

یہاں پر ہوتا یہ رہا ہے کہ ڈی جی سپورٹس، سپورٹس بورڈ کے سیکرٹری کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے ہیں۔ گزشتہ 20 سال سپورٹس بورڈ کے رولز فریم نہیں کئے گئے تھے جس سے سپورٹس بورڈ کے ملازمین، ڈائریکٹوریٹ کے ٹیکنیکل لوگ جو اس بورڈ میں کام کرتے تھے ان کے سروس رولز

تھے اور نہ ہی financial powers کو define طریقے سے delegate کیا گیا تھا۔ سپورٹس بورڈ کے پاس جو پیسے آتے ہیں انھیں کس طرح خرچ کیا جائے گا اور خرچ کرنے کی اتھارٹی کون ہو گی؟ ماضی میں یہ بھی ہوتا رہا ہے کہ پورے سال میں ایک آدھ بار سپورٹس بورڈ کی میٹنگ ہوا کرتی تھی ورنہ میٹنگ بھی نہیں ہوتی تھی اور ڈی جی سپورٹس بورڈ کے تمام معاملات کو اپنی صوابدید پر طے کرتا رہا۔ سروس رولز نہ ہونے کی وجہ سے ڈائریکٹوریٹ کے ملازمین کو protection بھی مہیا نہیں کی جاتی تھی اس لئے 2000 میں سپورٹس بورڈ کی ایک میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا کہ آئین کی requirement کے مطابق سپورٹس بورڈ کے رولز فریم کئے جائیں۔ وہ رولز فریم کرنے کے لئے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی اور اس کی سربراہی اس وقت کے ممبر بورڈ آف ریونیو جاوید اسلم کو سونپی گئی۔ اس کمیٹی نے اپنی سفارشات ڈرافٹ کر کے 16۔ جون 2004 کو سپورٹس بورڈ کو دیں جو بعد میں 8۔ اکتوبر 2004 کو لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیجی گئیں۔ لاء ڈیپارٹمنٹ نے کچھ اعتراضات لگا کر وہ ڈرافٹ واپس کر دیا۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئر پرسن: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ سارا افسانہ جو وزیر موصوف House کو سنا رہے ہیں اس کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جو subject matter ہے وہ یہ ہے کہ The new rules will hinder the progress of technical people. جب rules frame ہو گئے اور objection کے بعد دوبارہ frame ہو گئے ہوں گے۔ اس subject matter کے مطابق یہ فرمائیں کہ وہ رولز جو frame ہوئے ہیں جیسا کہ اس خبر اور تحریک التوائے کار میں alledge کیا گیا ہے وہ ٹیکنیکل لوگوں کا راستہ تو نہیں روکتے۔

محترمہ چیئر پرسن: رانا صاحب! وزیر موصوف کی پہلے پوری بات تو سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: آپ دیکھیں وہ اتنی لمبی باتیں کر رہے ہیں ان باتوں سے تو ہمارا کوئی تعلق ہی نہیں ہے کہ کب یہ رولز بننا شروع ہوئے، کب ان پر اعتراضات لگے؟ جو تحریک التوائے کار کا subject matter ہے اس کے مطابق یہ ہمیں بتائیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر کھیل: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں یہ سارے واقعات اس لئے عرض کر رہا تھا کہ رولز بنانے کی جب بھی ضرورت پیش آئی ہے یا جس لئے یہ رولز بنائے گئے ہیں اس کا background بتانے کے لئے اور House کی معلومات کے لئے اتنی تفصیل بتائی ہے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ 28-2-06 کو یہ رولز فریم ہو گئے اور پاس کر دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بورڈ کا آئین تھا اس میں بھی ترمیم کی ضرورت تھی کیونکہ devolution کے بعد ڈسٹرکٹ کے جو عہدے تھے ان کا structure administrative نہیں رہا تھا اس میں بھی ترمیم کی ضرورت تھی۔ دوسرا بورڈ کا آئین جب بنایا گیا تھا تو اس وقت کوئی منتخب حکومت نہیں تھی اس وقت گورنر اس کے سربراہ تھے۔ جس میں بعد میں ترمیم کر کے وزیر اعلیٰ کو سپورٹس بورڈ کا پیٹرن انچیف بنایا گیا۔ اب انہوں نے رولز کی جو بات کی ہے میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ رولز فریم نہ ہونے کی وجہ سے جو ٹیکنیکل سٹاف تھا نہ تو ان کی promotion کا سروس کیڈر میں criteria تھا۔ اس کے علاوہ ان کو ملازمت کا بھی تحفظ نہیں تھا۔ ان کو پنشن اور گریجویٹی کے مفادات حاصل نہیں تھے۔ لہذا اب رولز فریم ہونے کے بعد جو ڈائریکٹوریٹ کا جو سٹاف ہے اس کو وہ تمام مراعات حاصل ہو گئی ہیں جو ایک سرکاری ملازم کو مراعات حاصل ہیں اس کی وجہ سے ان ٹیکنیکل لوگوں کو جو مراعات حاصل ہوئی ہیں اس سے اب ان کی streamline promotion ہو گئی ہیں۔ اب وہ باقاعدہ ایک سرکاری ملازم کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: احسان اللہ وقاص صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ پہلے وزیر موصوف کا پورا جواب سن لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: وزیر موصوف کی بات تو شاید اب کل ختم ہو گی، اب ہم کل تک بیٹھے رہیں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف اپنی بات جاری رکھیں۔

سید احسان اللہ وقاص: میری پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے بات سن لیں۔ اس کے بعد ساتھ ہی اس کا جواب بھی فرما دیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سپورٹس بورڈ جو ہے یہ بھی اسی طرح کا ایک

ادارہ ہے جس طرح فیڈرل گورنمنٹ میں پاکستان سپورٹس بورڈ ہے۔مرکز میں بھی سپورٹس منسٹری موجود ہے اور پاکستان سپورٹس بورڈ بھی موجود ہے۔اسی طرح پنجاب میں بھی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے اور پنجاب سپورٹس بورڈ بھی موجود ہے۔فیڈرل میں اس کا سسٹم یہ ہے کہ منسٹری گائیڈ لائن مہیا کرتی ہے اور ٹیکنیکل لوگ سپورٹس بورڈ میں ہیں وہ اس معاملے کو لے کر چلتے ہیں۔پنجاب میں بھی پہلے یہی تھا، سپورٹس ڈیپارٹمنٹ ان کو گائیڈ لائن مہیا کرتا تھا اور پنجاب سپورٹس بورڈ گائیڈ لائن کے مطابق کام کرتا تھا اور اب جو رولز بنائے گئے جس کے حوالے سے میرے محترم بھائی نے تحریک التوائے کار جمع کروائی ہے اس میں سپورٹس بورڈ اور ڈیپارٹمنٹ کے درمیان جو تعلق تھا اس کو تہہ و بالا کر کے سب کچھ ڈیپارٹمنٹ کے ہی حوالے کر دیا گیا ہے۔اس پر ہماری کوئی رہنمائی فرمائیں انہوں نے تو ہمیں امیر حمزہ کی داستان سنا دی ہے۔ہمیں تو کچھ سمجھ آئے۔

محترمہ چیئرپرسن:وزیر موصوف اپنی بات کریں۔

وزیر کھیل:جناب والا!سید احسان اللہ وقاص صاحب نے جس بات کی نشاندہی کی ہے اور انہوں نے جوissue raiseکیا ہے اس کے بارے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپورٹس بورڈ کےfunctionمیں رولز کسی طرح بھیhinderنہیں کرتے۔سپورٹس بورڈ اسی طرح ایک خود مختار باڈی ہے۔سپورٹس بورڈ کے ماتحت ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس ہے، سپورٹس کو promoteکرنا، اس کی ذمہ داری ہے۔اس کےfunctionاسی طرح سے قائم ہیں۔جہاں تک ڈی جی سپورٹس اور ایم ڈی سپورٹس بورڈ کی دو علیحدہ پوسٹیںcreateکرنے کا تعلق ہے تو ڈی جی سپورٹس کی ماضی کی طرح وہ تمام تر ذمہ داریاں ہیں۔اس کی لسٹ بھی میرے پاس موجود ہے اگر فاضل ممبر دیکھنا چاہیں تو میں وہ بھی دکھا سکتا ہوں۔ڈی جی سپورٹس تمام ڈسٹرکٹ لیول، تحصیل لیول اور صوبائی لیول پر جتنی سپورٹس کیactivitiesہیں ان کوpromoteکرنا،ان کو organizeکرنا،talent huntکرنا، ٹریننگ دینا یہ تمام کی تمام ذمہ داریاں ڈائریکٹوریٹ آف سپورٹس کی ہیں اور جس کو ڈی جی سپورٹسlook afterکرتے ہیں۔جہاں تک ایم ڈی سپورٹس کا تعلق ہے تو وہ سپورٹس بورڈ کے سیکرٹری کے طور پر اور سپورٹس بورڈ کوmanageکرنے کے لئے کام کرتے ہیں۔یہاں پر سپورٹس بورڈ ایک گورننگ باڈی ہے اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔

ڈی جی سپورٹس جو ہے اس کی job description میں جو گورنمنٹ کے فنڈز آتے ہیں ان کو گورنمنٹ کی ہدایت کے مطابق خرچ کرنااوران کاآڈٹ کروانا، سپورٹس بورڈ کی میٹنگ کرواانااس کی اپنی ذمہ داری ہے۔وقت کے ساتھ ساتھ جیسے آبادی بڑھ رہی ہے سپورٹس سے متعلق activities بھی بڑھ رہی ہیں۔پاکستان میں international events ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ان events کی بنیاد پر ڈی جی سپورٹس اور ڈائریکٹر سپورٹس کا عہدہ علیحدہ کیا گیاہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گاکہ۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: شیخ صاحب وزیر موصوف نے بڑی تفصیل سے جواب دیاہے۔ میرے خیال میں اب آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے اوراپنی تحریک التوائے کار کو press نہیں کریں گے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! آپ House کو in order کر دیں میں دو تین لفظوں میں بات ختم کر دوں گا۔

محترمہ چیئر پرسن: میرے خیال میں وزیر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب دیاہے۔

شیخ اعجاز احمد: وزیر موصوف نے تو جواب دیاہے میں محرک ہوں میں تو اس سے مطمئن نہیں ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: وزیر صاحب نے جو جواب دیاہے اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ جو انہوں نے جواب دیاہے پندرہ منٹ کے بعد میں اس کو من وعن قبول کر کے اس تحریک کو press نہ کروں۔ گزارش یہ ہے کہ تین سال ہو گئے ہیں ہم نے اس منسٹری کو پنجاب کے اندر create کیا ہے اور خود وزیر اعلیٰ صاحب کا vision یہ ہے ،ان کے وزراء یہ کہتے ہیں کہ ہم ہر محکمے کے اندر قانون سازی کرنا چاہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہے۔بنیادی طور پر ہماری ذمہ داری بھی یہ کہ ہم اس House میں بیٹھ کر قانون سازی کریں۔اب آپ نے چالیس وزیروں کے لئے چالیس منسٹریاں قائم کیں،آگے ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں۔۔۔

محترمہ چیئر پرسن: آپ اس حوالے سے بات کیجئے۔

شیخ اعجاز احمد: میں اسی حوالے سے بات کر رہا ہوں۔آپ پہلے میری بات تو سن لیں۔آپ تسلی سے بات سنیں میں اپنی بات ابھی مکمل کرتا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبان بھی پچھلے تین سالوں سے اپنی مراعات لے رہے ہیں،جب سے یہ منسٹری بنی ہے مراعات لے رہے ہیں۔شاہانی صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ سپورٹس کسی بھی ملک کے اندر،کسی بھی صوبہ کے اندر انتہائی اہم مقام رکھتے ہیں۔آپ کے کھلاڑی آپ کے ملک صوبہ کے اور آپ کے عوام کے سفیر ہیں۔ان کو facilitate کرنا، ٹیکنیکل لوگوں کو facilitate کرنا اور اس محکمے کو رولز کے مطابق موثر انداز میں چلانا ہم سب کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ میری اس میں زیادہ لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔آپ نے وزیر موصوف کی بھی بات سنی ہے میں اس میں صرف یہ چاہتا ہوں اور اس point کو press کرتا ہوں کہ ہمارا جو متعلقہ معاملہ ہے۔۔۔

محترمہ گلشن ملک: جناب سپیکر!میں ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے ان سے خوف آ رہا ہے۔آپ ان کو بٹھالیں۔یہ جب تک کھڑی رہیں گی مجھے خوف رہے گا۔آپ ان کو بٹھالیں۔

محترمہ چیئرپرسن: آپ بات کیجئے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ!میں یہ بات کر رہا تھا۔گزارش یہ ہے کہ۔۔۔

محترمہ چیئرپرسن: شیخ صاحب!آپ اس کو press نہیں کرتے۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ!میرا خیال ہے کہ شاہانی صاحب!اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

محترمہ گلشن ملک: محترمہ چیئرپرسن!میں یہ request کرنا چاہتی ہوں کہ جیسے قومی اسمبلی کی تنخواہیں بڑھی ہیں صوبائی اسمبلی کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں۔شکریہ۔(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ اعجاز احمد: محترمہ!میں نے یہ ساری exercise اس لئے کی ہے کہ اس کو آپ concerned Sports Standing Committee کو refer کریں تاکہ ہم یہ معاملہ Standing Committee میں لے کر جائیں اور وہاں بیٹھ کر ہم اس پر legislation کریں۔ہم سپورٹس کو صوبے کے اندر فروغ دیں۔ اگر میری اس بات پر کسی کو کوئی اعترض ہے اور آپ نے جو form committees کی ہیں ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ اس میں legislation کریں۔اگر یہ معاملہ کمیٹی کو refer کرنے پر کسی کو کوئی اعترض ہے تو پھر میں یہ سمجھوں گا کہ

آپ legislation کرنا نہیں چاہتے۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، شاہانی صاحب!

وزیر کھیل: محترمہ چیئرپرسن صاحبہ! میں اس بات کی طرف House کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ being a Sports Minister میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ منسٹر صاحب کو آج جتنے rules and regulations سے brief کیا گیا ہے یہ تمام faked ہیں اور اس کو منسٹری سے علیحدہ رکھا گیا تھا۔ بیوروکریٹس نے اپنی strength بڑھانے کے لئے یہ تمام چیزیں کی ہیں کہ ایڈیشنل سیکرٹری کو ایم ڈی پر لگایا گیا ہے۔ کیا دوسرے صوبوں میں یہ سپورٹس بورڈ ابھی ہیں؟ ان سپورٹس بورڈز میں جو ڈی جی پہلے کام کر رہے ہیں ان میں کیا قباحت تھی کہ یہ changes لائی جائیں لیکن اس سے سپورٹس کی تباہی ہوگی۔ منسٹر صاحب کو کچھ معلوم نہیں، آج انہیں یہ reports ملی ہیں میں یہ کہوں گا کہ اس معاملے کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ وہاں پر اس کی تمام چیزیں دیکھی جائیں اور اس کی نوک پلک درست کی جائے کہ اس کی وجوہات کیا ہیں، کیا ہم سپورٹس کو disgrade کر رہے ہیں، سپورٹس ڈیپارٹمنٹ بننے کے بعد سپورٹس ڈیپارٹمنٹ بتائے کہ آج تک ان کی کارکردگی کیا ہے؟ یہ ڈی جی سپورٹس کی تمام کارکردگی تھی جو آج یہ کھیلیں اور یہ محکمہ چل رہا ہے۔ صرف ایک فرد واحد کے لئے یہ کیا جا رہا ہے کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ ہماری supremacy قائم ہو۔ یہ نہیں چاہتے کہ ڈی جی سپورٹس جو ایک ادارہ ہے اس کو strengthen کیا جائے؟ ہم گورنمنٹ پارٹی سے ہیں، ٹریژری بنچز سے ہیں اور میں ان تمام واقعات کو جانتا ہوں کہ جو یہ کہہ رہے ہیں کہ یہ 2006 کو پاس ہوا ہے۔ کیا یہ منسٹر کے knowledge میں ہے، کیا یہ through proper channel گیا ہے، کس کو پتا ہے اور یہ کیسے routs بن رہے ہیں؟ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی کھیلوں کو خود اپنے ہاتھ سے تباہ کریں اور ایسا قانون بنا جائیں کہ جو کل کو ہمارے لئے باعث شرم ہو۔ ہم سپورٹس کو آگے کیسے بڑھائیں گے اور سپورٹس مین کو کیسے strengthen کریں گے؟ سپورٹس کے فنڈز کیا ہیں، کیا ہم نے سپورٹس فنڈز بڑھائے ہیں، یہاں پر سپورٹس کمیٹی کی چیئرپرسن پروین سکندر گل صاحبہ بیٹھی ہیں ان سے پوچھیں کہ یہ جو sports events ہوئے ہیں، کیا بچوں کو وہ پیسے ملے ہیں جو انعامات وزیراعلیٰ صاحب کہہ کر گئے تھے؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم positive کی طرف جائیں، نہ کہ negative کی طرف جائیں۔ یہ معاملہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہونا چاہئے کیونکہ ہم اس کے خلاف ہیں۔ اس کی نوک پلک درست ہونی چاہئے۔ دیکھا جائے کیونکہ

یہ قانون ہم نے بنانا ہے کل کو ہماری عوام پر اس کا اثر ہو گا۔ یہ کہتے ہیں کہ devolution plan نہیں تھا، evolution plan آج آیا ہے اس سے پہلے ڈسٹرکٹ کونسلیں تھیں۔ یہ نہیں کہ لوکل گورنمنٹس نہیں تھیں۔ تحصیل کونسلیں تھیں یہ کوئی آج نئی چیز آ گئی ہے کہ ہم بالکل change کر دیں لہذا میں آپ سے پرزور اپیل کروں گا کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: میرا خیال ہے کہ جس وقت یہ point raise ہوا تھا اس وقت شاہانی صاحب منسٹر تھے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں انتہائی معذرت کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ شیخ اعجاز صاحب نے ایک Adjournment Motion دی، Minister concerned اس کا جواب دے رہے تھے، سابق منسٹر صاحب نے جذباتی انداز میں اس میں مداخلت کی۔ (قطع کلامیاں) میری گزارش سن لیں، سارے House کی بات نہیں ہے۔ آپ کی Adjournment Motion تھی، minister concerned جواب دے رہے تھے۔ اگر آپ ان کے جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو انہیں آپ وضاحت کا موقع دیں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اور میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ شاہانی صاحب نے فرمایا کہ کسی سے منظوری نہیں لی گئی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب نے بطور منسٹر انچارج باقاعدہ رولز کی منظوری دی ہے چونکہ یہ بات میرے نوٹس میں تھی اس لئے میں یہ بات کرنا چاہتا تھا۔ دوسری بات، میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترم شیخ صاحب نے تحریک التوائے کار پیش کی اس کو دیکھا جائے گا، اس میں انہوں نے اس بات کا خدشہ ظاہر کیا کہ The new rules will hinder the progress of technical people. ان کا خدشہ ہے کہ جو نئے رولز بنائے جا رہے ہیں وہ ٹیکنیکل لوگوں کی progress پر اثرانداز ہوں گے۔ پھر انہوں نے کہا ہے کہ:

Earlier, the Punjab Government had seen the bad results of holding sports events through newly instituted Sports Department.

انہوں نے اپنی بات کو مزید آگے بڑھایا۔ اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے دیئے گئے جواب میں لکھا ہے کہ نئے رولز سپورٹس کی افادیت، صلاحیت کار میں اضافہ

اور ملازمین کی بہتری کے پیش نظر تجویز کئے گئے ہیں اور اس سے ٹیکنیکل لوگوں کی ترقی پر قطعاً یہ اثرانداز نہیں ہوں گے۔"ایک بات انہوں نے پوچھی، ڈیپارٹمنٹ نے categorically اس کو deny کیا اور assurance دی کہ اس سے ٹیکنیکل لوگوں کی ترقی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ یہ بڑی واضح بات ہے۔ میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ رولز اب notify ہو چکے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر ruels in process ہوں یا ہونے والے ہوں تو ان کو کمیٹی کو refer کر کے تبدیل کیا جا سکتا ہے، مزید تجویز دی جا سکتی ہے کیونکہ یہ rules already notify ہو چکے ہیں اس لئے اب دیکھنا یہ ہے کہ rules notify ہونے کے بعد کیا ٹیکنیکل لوگ اس سے اثرانداز ہوئے؟ اگر اثر انداز ہوئے ہیں تو یہ معزز ایوان جو suggest کرے گا گورنمنٹ اس میں تبدیلی لانے کے لئے تیار ہے لیکن کم از کم اس کا موقع دیں، ہم دیکھ لیں کہ کیا یہ رولز اثرانداز ہوتے ہیں یا نہیں؟ میں معزز رکن سے یہ کہوں گا کہ متعلقہ منسٹر کے ساتھ آپ بیٹھیں، ٹیکنیکل لوگوں کو ساتھ بٹھائیں۔ سیکرٹری سپورٹس یہاں موجود ہیں میں ان سے کہہ رہا ہوں کہ وہ بھی آپ کے ساتھ بیٹھیں۔ میں تو یہاں تک جانے کے لئے تیار ہوں کہ آپ اس کو pending کر لیں۔ اگر آپ اس میں کوئی hinderance محسوس کرتے ہیں تو .We are ready to consider it اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے۔ اس کو بے شک dispose of فرمادیں یا pending فرمادیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم معزز رکن کو مطمئن کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اس کو اس طرح نہ لیا جائے، یہ لڑائی کی بات ہے اور نہ ہی کوئی عدم اعتماد کی بات ہے۔ معزز رکن نے ایک جائز بات اٹھائی ہے، گورنمنٹ کا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم انہیں مطمئن کریں اور متعلقہ منسٹر انہیں مطمئن کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ آج ہی بیٹھ جاتے ہیں اور اس کا اطمینان انہیں کروا دیتے ہیں۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ چیئرپرسن: جی، پروین سکندر گل صاحبہ!

محترمہ پروین سکندر گل: متعلقہ وزیر صاحب نے شیخ صاحب کی تحریک کا تفصیل سے جواب دیا ہے اس کے باوجود اگر ان کی تسلی نہیں ہوتی تو جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے تو وہ بیٹھ کر ان سے بات کر لیں۔ راجہ صاحب کی تجویز بہت بہتر ہے۔

محترمہ چیئر پرسن: میں شیخ صاحب کی تحریک کو out of order قرار دیتی ہوں اور یہ کہتی ہوں کہ mover سپورٹس منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر اس کو sort out کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: محترمہ! اس میں میری گزارش سن لیں۔ راجہ صاحب نے جو بات کی ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں mover ہوں آپ میری بات سن لیں، میں ابھی اس مسئلے کو حل کر لیتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ راجہ صاحب نے فرمایا کہ رولز بن چکے ہیں اور ڈیپارٹمنٹ نے یہ بات لکھ کر بھجوا دی اور منسٹر متعلقہ نے پڑھ کر سنا دی، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو رولز بنے ہیں وہ بھی درست ہیں اور منسٹر صاحب نے یہاں پر جو پڑھا ہے وہ ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر دیا ہے، ان کا اپنا کوئی point of view نہیں ہے اور انہوں نے بہتری کی طرف بات لے جانے کی کوئی کوشش نہیں کی۔ اس Adjournment Motion دینے سے میرا یا میرے کسی ساتھی کا ذاتی مفاد وابستہ نہیں، ہم یہ چاہتے ہیں کہ سپورٹس کو promote کیا جائے۔ آپ مجھے یہ بتائیں کہ ہم نے جو سٹینڈنگ کمیٹیاں بنائی ہیں۔ ان کا کیا مطلب تھا کہ اگر ہم نے اس پر legislation ہی نہیں کرنی تو پھر وہ تو بالکل فارغ ہیں۔ اب جو راجہ صاحب نے بات فرمائی ہے میں اس طرف آتا ہوں۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہم اس کو دیکھ لیتے ہیں، آج ہی دیکھ لیتے ہیں اور کل اس پر فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر آپ متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو refer نہیں کرنا چاہتے تو آپ House میں سے ایک سپیشل کمیٹی بنائیں تو رولز کو دیکھ لے۔ اس میں راجہ صاحب اس کے ممبر بنیں، کوئی اور بنے۔ اس میں ہم اپنی سفارشات دیتے ہیں اگر اس کے بعد اس میں کوئی بہتری آ جائے تو گورنمنٹ کو کیا اعتراض ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ کمیٹی کی سفارشات کی stage اس وقت آئے گی جب محرک مطمئن نہیں ہوں گے۔ میں نے یہ گزارش کی ہے کہ محرک متعلقہ وزیر اور متعلقہ سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس کے بعد اگر وہ مطمئن نہیں ہیں تو کمیٹی بھی بنائی جا سکتی ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی کو بھی معاملہ refer کیا جا سکتا ہے اور House میں بھی اس پر بات کی جا سکتی ہے لیکن پہلے آپ بیٹھ کر بات تو کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس کو منگل تک pending فرمالیں۔

محترمہ چیئر پرسن: اس تحریک التوائے کار کو منگل تک pending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 793، رانا آفتاب احمد خان، سید حسن مرتضیٰ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی

ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔ وزیر ہاؤسنگ موجود نہیں ہیں لہذا اسے کل تک لئےpending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 807، ملک اصغر علی، جناب پرویز رفیق اور لالہ شکیل الرحمٰن صاحب (ایڈووکیٹ) کی ہے۔ اس کا بھی جواب آنا تھا، اس کو بھی کل تک کے لئےpending کیا جاتا ہے۔ اب تحریک التوائے کار نمبر 810 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ میں محرک کی موجودگی میں جواب دے دوں گا۔

محترمہ چیئرپرسن: محرک نہیں ہیں۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: اگر وزیر نہ ہوں تو پھر آپ pending کر دیتی ہیں۔ اگر آج محرک موجود نہیں ہیں تو مہربانی کریں اور اسے pending کر دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اگر محرک نہیں ہیں تو ان کی طرف سے کوئی request بھی نہیں آئی اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میری گزارش یہ ہے کہ آپ مہربانی کریں اور اس کو pending کر دیں۔

محترمہ چیئرپرسن: اب تحریک التوائے کار نمبر 819، جناب پرویز رفیق، جناب سمیع اللہ خان اور محترمہ نجمی سلیم صاحبہ کی ہے۔

تھانہ گجرپورہ لاہور کی پولیس کے تشدد سے اقلیتی کونسلر کی بیوی کی ہلاکت

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''خبریں'' مورخہ 25۔ نومبر 2005 کی خبر کے مطابق یونین کونسل نمبر 20 دھوپ سڑی لاہور کے اقلیتی کونسلر چمن مسیح کے گھر میں تھانہ گجرپورہ کے اے ایس آئی نے اہلکاروں کے ہمراہ زبردستی ریڈ کیا اور چمن مسیح پر الزام لگایا کہ اس نے ستر ہزار روپے بیعانہ لے کر اپنے ساتھ والے پلاٹ پر قبضہ کرایا ہے۔ جب اے ایس آئی چمن مسیح کو زبردستی گرفتار کر کے لے جانے لگا تو اس دوران چمن مسیح کی بیوی چھیماں نے اے ایس آئی کو روکنا چاہا تو اے ایس آئی نے خاتون کو زور سے دھکا مارا اور اس کا سر پکڑ کر دیوار پر دے مارا۔ جس کی وجہ سے چھیماں بے ہوش ہو گئی اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے مذکورہ اے ایس آئی ہمراہی اہلکاران وہاں سے بھاگ گئے۔ چھیماں کو طبی

امداد کے لئے ہسپتال لایا گیا جہاں وہ دم توڑ گئی۔ چمن مسیح نے تھانہ گجر پورہ میں اپنی بیوی کی ہلاکت کی درخواست دینے کی کوشش کی مگر پولیس نے کوئی بھی کارروائی کرنے سے انکار کر دیا۔ مذکورہ خبر کی اشاعت سے عوام میں غم و غصہ پایا جانے لگا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: محترمہ! گزارش یہ ہے کہ یہ جو تحریک التوائے کار ہے۔ یہ ایک اخباری خبر کو بنیاد بنا کر پیش کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں اخبار میں خبر آنے کے بعد اس امر کی انکوائری بھی کروائی گئی اور اس انکوائری میں ایسی کوئی بات سامنے نہیں آئی کہ چھیماں کو کسی نے دھکا دیا اور اس سے اس کی موت واقع ہوئی بلکہ اس کی موت کے اسباب میڈیکل رپورٹ میں بھی موجود ہیں جو کہ ہارٹ اٹیک کے اسباب ہیں۔ اس میں باقاعدہ میڈیکل بھی کروایا گیا ہے۔ اس میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے گھر والوں نے کسی قسم کی کوئی شکایت کسی تھانے میں درج نہیں کروائی۔ میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ جب ہم پولیس کے پاس پرچہ درج کروانے کے لئے جائیں اور پولیس پرچہ درج نہ کرے تو اس کے خلاف میں سمجھتا ہوں کہ قانون پہلے زیادہ پیچیدہ تھا۔ آپ مجھ سے بہتر جانتی ہیں کہ اس کے لئے ہائی کورٹ سے رجوع کرنا پڑتا تھا لیکن اب تو ایک درخواست سیشن جج صاحب کو دیں تو اس پر بھی آرڈر ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ free registration of cases کو یقینی بنانے کی پالیسی گورنمنٹ کی ہے۔ آج تک اس سلسلے میں ہمیں کسی نے کوئی مقدمہ درج کرنے کے متعلق درخواست نہیں دی بلکہ ایک انکوائری اخباری خبر کے بعد کروائی گئی ہے۔ اس میں بھی میڈیکل رپورٹ کے مطابق موت کا سبب ہارٹ اٹیک ہے اس لئے میری آپ سے استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو rule out فرمایا جائے۔

محترمہ چیئرپرسن: اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

محترمہ چیئرپرسن: اب میں جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ) سے درخواست کرتی ہوں کہ وہ سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں۔

مسودہ قانون کریمنل پراسیکیوشن سروس (تشکیل، فرائض اور اختیارات) پنجاب مصدرہ 2005 کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

جناب صبغت اللہ چودھری: میں The Punjab Criminal Prosecution Service Constitution Functions and Powers Bill 2005(Bill No. 25 of 2005) کے بارے میں سپیشل کمیٹی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

محترمہ چیئر پرسن: رپورٹ پیش کر دی گئی۔ (رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹ
(توسیع)

محترمہ چیئر پرسن: جناب صبغت اللہ چودھری (ایڈووکیٹ) مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتی ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

قرارداد نمبر 203 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب صبغت اللہ چودھری: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع فرمائی جائے۔

محترمہ چیئر پرسن: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30-اپریل 2006 تک توسیع فرمائی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30۔اپریل 2006 تک توسیع فرمائی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو ایوان میں پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) مقامی حکومت پنجاب مجریہ 2006

محترمہ چیئرپرسن: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTAR AFFAIRS: Sir, I move to lay:-

> The Punjab Local Government (Amendment) Ordinance 2006.

MRS. CHAIRPERSON: The Punjab Local Goverment (Amendment) Ordinance 2006 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Local Government and Rural Development with the direction to submit its report up to 15th April 2006.

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعۃ المبارک مورخہ 10۔مارچ صبح 9:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔